تعارف
حضرت مہدی
اور
مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت کی حقیقت
پاسبان حق
ترتیب و تحقیق
حافظ عبید اللہ
ورلڈ ختم نبوت فورم

فہرست مضامین

حرف آغاز

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على الصادق والأمين، خاتم الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه اجمعين وعلى كل من تبعهم الى يوم الدين ...... اما بعد!

علم حدیث، لغت اور اَنساب کے مشہور امام علامہ مرتضٰی زبیدیؒ (صاحب تاج العروس) نے امام غزالیؒ کی کتاب ''احیاءعلوم الدین'' کی شرح ''اتحاف السادة المتقین'' میں استاذ البلغاء قاضی عبدالرحیم بیسانیؒ کی ایک بات نقل کی ہے کہ ''**اني رأيتُ أنه لايكتب انسان كتاباً في يوم الا قال في غده لو غُيِّر هذا لكانَ أحسن ، ولو زِيدَ لكانَ يستحسن ، ولو قُدِّم هذا لكانَ أفضل ، ولو تُرِكَ هذا لكان أجمل**......'' میں نے دیکھا ہے کہ جو انسان بھی آج کوئی کتاب لکھتا ہے تو وہ کل کو ضرور یہ کہتا ہے کہ اگر فلاں بات بدل دی جاتی تو بہت اچھا ہوتا، اگر فلاں چیز کا اضافہ کر دیا جاتا تو بہتر ہوتا، اگر فلاں چیز کو پہلے لکھا جاتا تو افضل ہوتا، اگر فلاں بات کو چھوڑ دیا جاتا تو زیادہ اچھا لگتا......(اتحاف السادة المتقين بشرح احياء علوم الدين ، جلد 1، صفحه 3 مؤسسة التاريخ العربی ، بيروت لبنان) امرِ واقعہ یہ ہے کہ جب احقر کی مرتب کردہ کتاب ''مطالعۂ قادیانیت'' شائع ہو کر آئی تو کچھ اسی طرح کی کیفیت میری بھی ہوئی کہ فلاں چیز رہ گئی، فلاں بات کی مزید تفصیل کی ضرورت تھی، فلاں حوالہ رہ گیا وغیرہ، کچھ احباب نے اس طرف توجہ دلائی کہ اس کتاب میں عقیدہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے دعوائے نبوت اور مسیحیت پر تو سیر حاصل بحث کی گئی ہے نیز اُس کی سیرت وکردار پر بھی تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے لیکن ایک موضوع رہ گیا ہے اور وہ ہے ''حضرتِ مہدی کا تعارف اور مرزا قادیانی کا دعوائے مہدیت''، چنانچہ کتاب کے آئندہ ایڈیشن کے مسودے میں دوسرے اضافات کے ساتھ اس باب کا بھی اضافہ کیا گیا، کوشش تو یہ تھی کہ ''مطالعۂ قادیانیت'' کا اضافہ شدہ دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا جائے لیکن مستقبل قریب میں ایسا ہوتا نظر نہیں آتا، لہذا سوچا

کہ ظہورِ حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت پر لکھا گیا یہ مضمون فی الحال الگ سے شائع کر دیا جائے چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی اور مجلس احرار اسلام کے ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت ملتان میں یہ قسط وار ہو چکا ہے، یہی مضمون مزید اضافوں اور ترمیمات کے ساتھ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اِس پُر فتن دور میں وہ ہمیں قرآن وسنت، صحابہ کرام اور سلف صالحین کے طریقے پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم .

حافظ عُبید اللہ

مقدمہ

نبی کریم ﷺ نے جیسے ماضی میں پیش آنے والے بہت سے واقعات کے بارے میں خبر دی اسی طرح مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے بہت سے احداث وواقعات کے بارے میں بھی خبردار فرمایا، ماضی کے جن واقعات کے بارے میں آپ ﷺ نے بتایا ان میں مثلاً:

اُن تین آدمیوں کا قصہ جو بارش سے بچنے کے لئے ایک غار میں پناہ لیتے ہیں اور غار کا دہانہ بند ہو جاتا ہے پھر وہ اپنے اپنے نیک اعمال کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کرتے ہیں اور غار کا راستہ کھل جاتا ہے(صحیح بخاری: حدیث نمبر 3465، صحیح مسلم: حدیث نمبر 2743) یا اُس آدمی کا واقعہ جس کے ساتھ ایک بھیڑیے نے بات کی (صحیح بخاری: حدیث نمبر 2324، صحیح مسلم: 2388) یا بنی اسرائیل کے اُس آدمی کا قصہ جس نے ننانوے قتل کیے تھے پھر وہ زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھتا ہے تو اُسے ایک راہب کا پتہ دیا جاتا ہے چنانچہ وہ راہب کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیا میری توبہ کی کوئی سبیل ہے؟ راہب کہتا ہے کہ نہیں، تو وہ اُس راہب کو بھی قتل کر دیتا ہے، پھر اُسے ایک اور عالم کا پتہ بتایا جاتا ہے، وہ اُس عالم سے کہتا ہے کہ میں نے پورے سو قتل کیے ہیں کیا میری توبہ کی کوئی سبیل ہے؟ تو وہ عالم کہتا ہے کہ کیوں نہیں؟ تم ایسا کرو کہ فلاں جگہ چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے علاقے کی طرف واپس مت جانا یہ بُرا علاقہ ہے وہ توبہ کی نیت سے اُس علاقے کی طرف جا رہا ہوتا ہے کہ راستے میں ہی اس کی موت کا وقت آ جاتا ہے وہ اپنا سینہ اُس علاقے کی طرف موڑ لیتا ہے جہاں وہ جا رہا تھا، اب رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے کہ اس کی روح کون لے کر جائے گا؟ رحمت کے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ توبہ کی سچی نیت سے جا رہا تھا لہذا ہم لے کر جائیں گے جبکہ عذاب کے

فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی میں کوئی بھی نیک کام نہیں کیا لہذا اسے ہم لے کر جائیں گے، چنانچہ فیصلہ یوں ہوتا ہے کہ وہ جس جگہ سے آ رہا تھا اُس کا فاصلہ ناپ لو، اور جہاں جا رہا تھا اسکی مسافت بھی دیکھو، جب ناپا گیا تو وہ جس بستی میں توبہ کی نیت سے جا رہا تھا اس کی طرف صرف ایک بالشت زیادہ قریب تھا تو رحمت کے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں (صحیح مسلم: حدیث نمبر 2766 واللفظ لمسلم، صحیح بخاری: حدیث نمبر 3470)۔

یہ چند مثالیں ہیں اُن واقعات کی جو نبی کریم ﷺ کے زمانے سے بہت پہلے ہوئے اور آپ ﷺ نے اُن کے بارے میں خبر دی اور جو بھی آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے اُس کے لئے ان واقعات کی سچائی میں کوئی شک وشبہ نہیں ، اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بھیڑیا انسان کے ساتھ بات کرے؟ یا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صرف اپنے نیک اعمال کا واسطہ دینے سے غار کا دہانہ کھل جائے اور پھر نبی کریم ﷺ کی ان احادیث میں شک کرے تو ایسے شخص کے ایمان میں شک ہے۔

بالکل اسی طرح آپ ﷺ نے مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والے بہت سے واقعات وحوادث کے بارے میں بھی بتلایا ، خاص طور پر علاماتِ قیامت اور قیامت کے قریب پیش آنے والے واقعات کے بارے میں احادیث کی ایک کثیر تعداد موجود ہے جسے محدثین ''الفِتَن'' اور ''علامات الساعة'' کے ابواب میں ذکر کرتے ہیں، انہی علامات میں سے ایک علامت نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ قیامت سے قبل ایک صالح شخص مسلمانوں کا خلیفہ اور امیر بنے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور وہ شخص حضرت فاطمة الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوگا اور اسی خلیفہ یا امیر کے زمانے میں ہی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور پہلی نماز مسلمانوں کے اسی امیر کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے، اس کا نام نبی کریم ﷺ کے نام مبارک جیسا اور والد کا نام آپ ﷺ کے والد جیسا ہوگا ، اسی امیر کے لئے مختلف احادیث میں ''مہدی'' کے الفاظ آئے ہیں اور کچھ احادیث میں

صراحت کے ساتھ ''مہدی'' کا لفظ تو مذکور نہیں صرف صفات کا ذکر ہے لیکن محدثین وعلماء نے لکھا ہے ان سب سے مراد بھی حضرت مہدی ہی ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے مطابق یہ ''مہدی'' نبی کریم ﷺ کے متبع ہوں گے اور خلفاء راشدین میں سے ایک خلیفہ راشد ہوں گے، آپ نہ ہی نبوت کے مدعی ہوں گے اور نہ ہی انبیاء کی طرح معصوم، احادیث میں اُن کے اوصاف بیان ہوئے ہیں، نیز ہماری معلومات کے مطابق کسی صحیح حدیث میں آپ کے لئے ''امام مہدی'' کے الفاظ نہیں ملتے بلکہ صرف ''المھدی'' کہا گیا ہے، انہیں ''امام مہدی'' صرف اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے وقت میں مسلمانوں کے امام بمعنی پیشوا، امیر اور حاکم ہوں گے۔

نیز کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں ملتا کہ وہ شخصیت لوگوں کو اپنی ''مہدیت'' پر ایمان لانے کی دعوت دے گی اور نہ ہی کہیں یہ آیا ہے کہ لوگوں کے لئے کسی خاص معین شخصیت کی مہدیت پر ایمان لانا واجب ہے جیسے انبیاء کی نبوت پر ایمان لانا لازم ہے، اس کی مثال ایسے ہے جیسے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے سَر پر ایسے لوگ ظاہر فرماتے رہیں گے جو تجدید دین کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے یعنی دین میں جو غلط باتیں داخل ہوگئی ہوں انہیں دین سے الگ کرتے رہیں گے جنہیں عام اصطلاح میں 'مجددین'' کہا جاتا ہے، لیکن ہمارے علم کے مطابق کسی محدث یا عالم نے یہ نہیں کہا کہ ہر زمانے میں کسی خاص فرد یا افراد کی مجددیت پر ایمان لانا ضروری ہے بلکہ یہ ہستیاں اپنا کام کرتی ہیں اور چلی جاتی ہیں لوگوں سے یہ نہیں کہتے کہ ہماری مجددیت پر ایمان لاؤ (یہاں اُن کی بات نہیں ہو رہی جنہوں نے اپنی کسی غرض نفسانی کے لئے مہدی یا مجدد ہونے کے دعوے کیے جیسے مرزا قادیانی وغیرہ)۔

اُن روایات کے بارے میں جن کے اندر اُس شخصیت کے بارے میں خبر دی گئی ہے جنہیں ''مہدی'' کہا جاتا ہے مختلف لوگوں نے اظہار خیال کیا ہے، ایک گروہ نے تو صاف طور پر اُن تمام روایات واحادیث کو ناقابل اعتبار اور ضعیف کہہ دیا اور یہ لکھا کہ کسی ایسی شخصیت نے نہ آنا

ہے اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں مہدی کے ذکر والی روایات نہیں اس لئے یہ ساری روایات ضعیف ہیں، کبھی یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہورِ مہدی کی ساری روایات ''اسرائیلیات'' ہیں جو کعب احبار اور وہب بن منبہ نے پھیلائی ہیں، کبھی یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اُن روایات میں جن کے اندر ظہورِ مہدی کا ذکر ہے شدید تعارض ہے لہذا یہ قابل قبول نہیں، اس کے بالمقابل ایک دوسری جماعت ایسی ہے جس نے ظہورِ مہدی کو ثابت کرنے کے لئے ضعیف اور موضوع روایات کو بھی عوام الناس میں بیان کرنا شروع کر دیا جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی کہ اس بارے میں صحیح احادیث شاید موجود ہی نہیں۔

یہ دونوں گروہ غلطی پر ہیں، نہ تو ظہورِ مہدی صرف افسانہ ہے اور نہ ہی وہ تمام احادیث ضعیف ہیں جن کے اندر نبی کریم ﷺ نے قربِ قیامت اس شخصیت کے ظہور کی خبر دی ہے بلکہ اس بارے میں احادیث کی ایک کثیر تعداد صحیح اور حسن درجے کی بھی ہے جن میں سے چند احادیث ہم آگے بیان کریں گے اور نہ ہی یہ اسرائیلیات ہیں، دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ صحیح روایات کے علاوہ ایک کثیر تعداد ضعیف، من گھڑت اور موضوع روایات و آثار کی بھی ہے جن سے ظہورِ مہدی پر استدلال کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کیونکہ صحیح و حسن احادیث کی ایک کثیر تعداد کا ہونا یہ ثابت کرنے کے لئے کافی وشافی ہے، روایاتِ مہدی پر کیے گئے مختلف اعتراضات اور ان کا مفصل جواب، ہم آخر میں پیش کریں گے۔

سرِ دست یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک مسلمان کے لئے ہر اُس بات پر ایمان لانا اور اسے تسلیم کرنا واجب ہے جو نبی کریم ﷺ سے صحیح اور معتمد طریقے سے ثابت ہو، چاہے اس کا تعلق آپ ﷺ سے پہلے ہونے والے واقعات سے ہو یا قیامت تک آنے والے حوادث سے ہو، جو شخص کسی ایسی بات کی تکذیب کرے جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو تو ایسے شخص کا ایمان مشکوک ہے کیونکہ محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی ان تمام باتوں میں تصدیق کی جائے جن کی آپ ﷺ نے خبر دی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اقاتل

الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ ویؤمنوا بی وبما جِئتُ بہ ......'' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک قتال کروں گا جب تک وہ اللہ کی وحدانیت کی گواہی نہ دیں اور جب تک مجھ پر اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں اُس پر ایمان نہ لے آئیں (صحیح مسلم، کتاب الایمان: حدیث نمبر **34**) اس حدیث شریف میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ صرف قرآن کریم پر ایمان لانا ہی کافی ہے بلکہ فرمایا کہ ''جو کچھ میں لے کر آیا ہوں'' اُس کو ماننا بھی ضروری ہے، اسی بات کی مزید تشریح دوسری احادیث سے ہوتی ہے، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **لا أُلفِیَنّ احدَکُم مُتَّکِئاً علیٰ أرِیکَتِہ یأتیہ الأمر من أمری مِمّا أمرتُ بہ أو نھیتُ عنہ فیقُولُ لا نَدرِي ما وَجدنا في کتاب اللہ اتبعناہ ''** میں تم سے کسی کو ایسا نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس کے پاس میری بات پہنچے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا اُس سے منع کیا ہو اور وہ شخص کہے کہ ہم نہیں جانتے ہم تو اسی بات کی پیروی کریں گے جو اللہ کی کتاب میں ہے (سنن ابی داود، حدیث نمبر: **4605**، سنن ابن ماجة، حدیث نمبر: **13**، مسند احمد، حدیث نمبر: **23876**، المستدرك للحاکم، حدیث نمبر: **368**)، اسی طرح حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک (اللہ کی) کتاب دی گئی ہے اور اس کے برابر یا اس کی مثل اور چیز بھی دی گئی ہے، قریب ہے کہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے ایک پیٹ بھرا شخص یوں کہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ کتاب (یعنی قرآن) ہی کافی ہے، جو چیز اس میں حلال ہے اسے حلال سمجھیں گے اور جو اس میں حرام ہے ہم اُسے حرام سمجھیں گے، خبردار! معاملہ اس طرح نہیں ہے، آگاہ رہو! کچلیوں والا درندہ حلال نہیں ہے اور نہ گھریلو گدھا اور نہ ذِمی کی گری پڑی چیز مگر اس صورت میں کہ جس کی چیز ہے وہ اُس سے بے نیاز ہو جائے، اور جو آدمی کسی قوم کا مہمان بنا اور انہوں نے اُس کی ضیافت نہیں کی تو اُس کے لئے درست ہے کہ میزبانی کے بقدر اُن سے وصول کرے (سنن ابي داود، حدیث نمبر **4604**، السنن الکبریٰ للبیهقي، حدیث

نمبر **19469**،صحیح ابن حِبان، حدیث نمبر **12**)،اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ’’رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والے درندے اور ہر پنجوں والے پرندے سے (یعنی کھانے سے) منع فرمایا‘‘ (صحیح مسلم، باب تحریم أکل کل ذي ناب من السباع و کل ذي مخلب من الطیور، حدیث نمبر **1934**)
اب غور فرمائیں قرآن کریم نے کھانے والی جو حرام چیزیں بیان کی ہیں ان کے اندر مُردار، بہنے والا خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور جیسی چند چیزوں کا ذکر ہے لیکن حدیث شریف نے کچلیوں سے شکار کرنے والے جانور کو حرام قرار دے کر شیر، چیتے، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا حرام ہونا بتا دیا (کچلیاں اُن دانتوں کو کہا جاتا ہے جو درندوں کے مُنہ میں قدرے لمبے اور نوکیلے ہوتے ہیں)، اسی طرح پنجے سے شکار کرنے والے پرندوں کے حرام ہونے کا قانون پیش کر کے باز، شکرہ، اُلو، چیل اور گدھ وغیرہ کو حرام قرار دے دیا نیز گھریلو گدھے کا حرام ہونا بھی حدیث میں بیان کیا گیا، وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اسی کو حرام سمجھیں گے جس کا حرام ہونا قرآن نے بیان کیا ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ گیدڑ، لومڑ، کُتے، چیل اور گدھ وغیرہ کا گوشت کھایا کریں کیونکہ ان کی حرمت تو حدیث نے بیان کی ہے قرآن نے نہیں، اسی طرح قرآن کریم نے تو مطلقاً ہر مرد و عورت کو بلا ناغہ نماز اور روزے کا حکم دیا ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کی احادیث نے بتایا کہ حیض اور نفاس والی عورت کو جب تک وہ پاک نہ ہو جائے نماز سے مکمل رخصت دے دی گئی ہے، اور اس حالت میں رمضان کے روزے بھی نہیں رکھے گی بلکہ بعد میں قضاء کرے گی، کیا ایک عورت کو بچے کی پیدائش کے بعد تقریباً چالیس دن تک اور ہر مہینے میں حیض کے چھ سات دنوں کے لئے نماز معاف کر دینا نیز رمضان کے مہینے میں روزے رکھنے سے منع کر دینا ایک معمولی حکم ہے؟ قرآن کریم میں تو صرف نماز قائم کرنے، زکوٰۃ و حج ادا کرنے کا حکم ہے لیکن نمازوں کی رکعات اور ادائیگی کی تفصیل کہاں سے ملے گی؟ زکوٰۃ کی تفصیل کے لئے کس طرف رجوع کیا جائے گا؟ حج و عمرہ کی ادائیگی کا طریقہ کہاں ملے گا؟ مختلف صحابہ کرام ؓ روایت

کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ: **یا ایھا الناس کُتبَ علیکم الحج** ......اے لوگوتم پر حج فرض کیا گیا ہے، تو کسی نے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ تو آپ ﷺ خاموش رہے (یعنی کوئی جواب نہ دیا) لیکن سوال کرنے والے نے متعدد بار یہی سوال دُہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **لو قُلتُ نَعم لوَجبت** ......اگر میں ''ہاں'' کہہ دوں تو پھر ہر سال کرنا واجب ہو جاتا، اور اگر ایسا ہو جائے تو تم اس پر عمل نہیں کر سکو گے، لہذا حج (زندگی) میں ایک ہی بار فرض ہے...... الی آخر الحدیث (سنن نسائی، حدیث نمبر **2619** اور **2620**، سنن ابن ماجه، حدیث نمبر: **2885** وغیرها من الکتب) غور فرمائیں! سوال ہوتا ہے کہ کیا ہر سال حج کرنا ضروری ہے؟ تو جواب میں فرمایا جاتا ہے کہ اگر میں ''ہاں'' کہہ دوں تو پھر ہر سال کرنا ضروری ہو جائے گا، یعنی نبی کریم ﷺ کی ''ہاں'' سے ایک چیز واجب ہو سکتی ہے، نیز قرآن کریم نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ ہر صاحب استطاعت پر حج فرض ہے، قرآن کریم میں یہ نہیں کہ صرف ایک بار فرض ہے، لیکن نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتایا کہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے۔

آج وہ آدمی جسے صحیح طرح ناظرہ قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا احادیث کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ احادیث لکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا، کوئی کہتا ہے کہ احادیث تو نبی کریم ﷺ کے وصال کے دوسو سال بعد لکھی گئیں، کوئی کہتا ہے کہ من گھڑت باتوں کو احادیث میں داخل کر دیا گیا، ایسی باتیں کرنے والے وہ حضرات ہیں جنہیں اسلام کی امتیازی خصوصیت ''علم الرجال'' کی حقانیت کا اندازہ نہیں، اسلام کی اس خصوصیت کا اقرار مغربی اور یورپی سکالر بھی کر چکے ہیں، ہمارا موضوع یہاں ''حجیتِ حدیث'' نہیں لہذا ہم علامہ سید سلیمان ندویؒ کی ایک بات نقل کر کے آگے چلتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''تمام دنیا متفق ہے کہ اسلام نے اپنے پیغمبرؐ کی اور نہ صرف اپنے پیغمبرؐ کی بلکہ ہر اُس چیز کی اور ہر اُس شخص کی جس کا ادنیٰ سا بھی تعلق آپؐ کی ذات مبارک سے تھا جس طرح

حفاظت کی ہے وہ عالَم کے لئے مایہ حیرت ہے، ان لوگوں کو جو آنحضرت ﷺ کے اقوال، افعال اور متعلقات زندگی کی روایت، تحریر اور تدوین کا فرض انجام دیتے تھے راویانِ حدیث وروایت یا محدثین یا ارباب سِیَر کہتے ہیں، جن میں صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور بعد کے چوتھی صدی ہجری تک کے اشخاص داخل ہیں، جب تمام سرمایہء روایت تحریری صورت میں آ گیا تو اِن تمام راویوں کے نام ونشان، تاریخ، زندگی، اخلاق وعادات کو بھی تحریر میں لایا گیا جن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے اور ان سب کے مجموعہ احوال کا نام ''اسماء الرجال'' ہے، مشہور جرمن ڈاکٹر اسپرنگر جو سنہ **1854**ء اور اس کے بعد تک ہندوستان کے علمی وتعلیمی صیغہ سے متعلق تھے اور بنگال ایشاٹک سوسائٹی کے سیکرٹری تھے اور ان کے عہد میں خود ان کی محنت سے واقدی کی مغازی، وان کریمر کی ایڈیٹر شپ میں سنہ **1856**ء میں طبع ہوئی اور صحابہ کرامؓ کے حالات میں حافظ ابن حجرؒ کی **الاصابة فی احوال الصحابة** طبع ہوئی اور جنہوں نے (جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ پہلے یورپین شخص ہیں جس نے خاص ابتدائی عربی مأخذوں سے) ''لائف آف محمد'' لکھی ہے اور مخالفانہ لکھی ہے، وہ بھی اصابہ کے عربی مقدمہ مطبوعہ کلکتہ سنہ **1853**ء - **1864**ء میں لکھتے ہیں ''کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری، نہ آج ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہے''۔

(خطبات مدراس، تیسرا خطبہ، صفحہ **50-51**، مجلس نشریات اسلام کراچی)

الغرض! بتانا یہ مقصود ہے کہ حدیث مبارکہ بنفس نفیس حجت ہے اور منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ حدیث کے مضمون کو قرآن کریم پر پیش کیا جائے، موافقت کی صورت میں اُسے قبول کیا جائے اور مخالفت کی صورت میں اُسے رد کردیا جائے یہ ایک باطل اور بے بنیاد قانون ہے، پھر خاص طور پر دیکھا گیا ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں نے احادیث صحیحہ سے جان چھڑانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ جو حدیث قرآن کے خلاف ہوگی وہ قابل قبول نہیں اور پھر وہ قرآن کریم کی آیات کی ایسی من گھڑت اور خودساختہ تشریح وتفسیر کرتے ہیں جو نہ صحابہ کرامؓ نے کی

اور نہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ سو سال میں کسی مستند اور مشہور مفسر نے کی، اس کے بعد یہ شور کرتے ہیں کہ فلاں فلاں حدیث چونکہ قرآن کی فلاں آیت کے خلاف ہے لہذا یہ قابل قبول نہیں، جبکہ حقیقت میں وہ حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہوتی بلکہ اُن کی خود ساختہ خانہ ساز تفسیر کے خلاف ہوتی ہے، مثال کے طور پر مرزا قادیانی نے امت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ کے برعکس یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر کشمیر کے علاقے سری نگر میں ہے، لوگوں نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے تو خبر دی ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوں گے، تو مرزا قادیانی نے یہ دھوکہ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور اُس نے قرآن کی مختلف آیات میں اپنی من گھڑت تفسیر پیش کر کے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کی کوشش کی (یہ الگ موضوع ہے کہ خود مرزا قادیانی اپنی تقریباً 69 سالہ زندگی کے 52 سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتا تھا جو پوری امت اسلامیہ کا ہے اور اُس نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں قرآن کریم کی آیات سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی دوبارہ نازل ہونا ہے جس کی تفصیل ہم اپنی کتاب ''مطالعۂ قادیانیت'' میں پیش کر چکے ہیں)۔

اسی طرح یہ کہنا کہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام یا ظہور مہدی علیہ الرضوان کا قرآن کریم میں کوئی ذکر نہیں صرف احادیث میں یہ باتیں بیان ہوئی ہیں لہذا ان چیزوں کے انکار سے کوئی فرق نہیں پڑتا یہ ایک گمراہی اور دھوکہ ہے، ہاں اگر کسی حدیث کی صحت پر علم اصول حدیث کی رُو سے کچھ کلام ہے تو وہ اور بات ہے، اصل میں ساری خرابی اور فساد اس وقت شروع ہوتا ہے جب اپنی رائے اور اپنی عقل کو وحی پر مقدم رکھا جائے، شریعت کو اپنی خواہش کے تابع سمجھا جائے اور نقل کے مقابلے میں عقل کو ترجیح دی جائے، اب ہم حدیث رسول ﷺ کے بارے میں چند ائمہ اہل سنت کے اقوال پیش کرتے ہیں:۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

''**من ردَّ حديث رسولِ الله ﷺ فهو علی شفا هلکة**'' جس نے بھی اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کو رد کیا (یعنی نہ مانا) وہ ہلاکت کے دہانے پر ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، جلد 11 صفحہ 297/طبقات الحنابلة، جلد 3 صفحہ 28)

امام موفق بن قدامہ مقدسیؒ لکھتے ہیں:

''**ویجب الایمان بکل ما أخبر به النبی ﷺ وصح به النقل عنه فیما شاهدناه او غاب عنا ، نعلم أنه حق وصدق وسواء في ذلک ما عقلناه وجهلناه ولم نطلع علی حقیقة معناه**......'' ہر اس بات پر ایمان لانا واجب ہے جس کی خبر نبی کریم ﷺ نے دی اور جو صحیح طریقے سے آپ ﷺ سے منقول ہے، چاہے وہ خبر ان امور کے بارے میں ہو جنہیں ہم نے دیکھا یا ان چیزوں کے بارے میں ہو جو ہم سے غائب ہیں، ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ حق اور سچ ہے، چاہے وہ چیز ہماری سمجھ میں آتی ہو یا اس کی حقیقت ہماری سمجھ میں نہ آتی ہو (اس پر ایمان لانا ہر صورت میں واجب ہے)۔

(لمعة الاعتقاد، صفحه 28، المکتب الاسلامی، بیروت)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

''**اذا حدَّث الثِّقةُ عن الثِّقة حتی ینتهي الی رسول الله ﷺ فهو ثابت عن رسول الله ﷺ ولایُترک لرسولِ الله حدیث ابداً ، الا حدیث وُجد عن رسول الله ﷺ حدیث یخالفه**......'' جب ایک ثقہ راوی دوسرے ثقہ سے حدیث بیان کرے اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ تک ساری سند ہو (یعنی سب راوی ثقہ ہوں) تو یہ حدیث اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے اور آپ ﷺ کی کوئی حدیث ہرگز ترک نہیں کی جائے گی، سوائے اس حدیث کے جس کے مخالف کوئی دوسری حدیث بھی پائی جائے (تو ایسی صورت میں دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق یا ترجیح وغیرہ دی جائے گی۔ ناقل)۔

(المدخل الی السنن الکبریٰ للبیهقی، جلد 1 صفحه 34 ، السعودیة)

امام ابوالحسن اشعریؒ محدثین اور اہل سنت کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جملة ما عليه اهل الحديث والسنة الاقرار بالله وملائكته وكتبه ورسله وماجاء من عند الله وما رواه الثقات عن رسول الله ﷺ لا يردّون من ذلك شيئاً ......'' حدیث اور سنت والے کے عقائد ہیں ان میں اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور جو چیز اللہ کی طرف سے آئی ہے اس کا اقرار شامل ہے، نیز جو بات اللہ کے رسول ﷺ سے ثقہ راویوں نے بیان کی ہے اس میں سے کسی بات کا انکار نہیں کرتے۔

(مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین، صفحه 290، طبع بیروت)

امام ابن حزم ظاہریؒ رقمطراز ہیں:

''فاذا جاء خبر الراوي الثقة عن مثله مُسنداً الى رسول الله ﷺ فهو مقطوع به على أنه حق عند الله عزوجل موجب صحة الحكم به اذا كان جميع رواته متفقاً على عدالتهم أن ممن تثبت عدالتهم ......'' جب کسی حدیث کی سند نبی کریم ﷺ تک ثقہ راویوں پر مشتمل ہو تو وہ قطعی طور پر اللہ کے نزدیک حق ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے جب اس کے تمام راویوں کی عدالت پر اتفاق ہو اور ان سب کی عدالت ثابت ہو۔

(النبذ فی اصول الفقه، صفحه 56، دار ابن حزم ، بیروت)

اور ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''ثبت يقيناً ان الخبرَ الواحدِ العدل عن من مثله مبلغاً الى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم حقٌ مقطوعٌ به موجبٌ للعملِ والعِلمِ معاً'' یہ بات یقینی طور پر ثابت شدہ ہے کہ ایک عادل راوی کی روایت اپنے جیسے عادل سے جو اسی طرح (عادل راویوں کے واسطے سے) اللہ کے رسول ﷺ تک پہنچے وہ قطعی طور پر حق ہے اور علم وعمل دونوں کو واجب کرتی ہے۔

(الإحکام فی اُصول الاَحکام، جلد 1، صفحه 124 ، دار الآفاق الجديدة بيروت)

امام ابومحمد حسن بن علی البربھاریؒ (م329ہجری) لکھتے ہیں:

''اذا سمعتَ الرجل یطعن علی الآثار ولا یقبلھا او یُنکر شیئاً من اخبار رسول الله ﷺ فاتّھمہ علی الاسلام فانه رجل ردیء القول والمذھب ......''

جب تم کسی آدمی کو سنو کہ وہ آثار میں طعن کرتا ہے اور انہیں قبول نہیں کرتا یا رسول اللہ ﷺ کی کسی بات کا انکار کرتا ہے تو اس کا اسلام متّھم ہے اور وہ خراب قول اور مذہب والا ہے۔

(شرح السنة للبربھاری، صفحه 79 ، مکتبة دار المنھاج ، الریاض)

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں :

''ان اللہَ سبحانه وتعالیٰ انزل علیٰ رسُولِه وَحیَینِ ، وأوجَبَ علیٰ عِبادِه الایمانُ بھما والعمل بما فیھما، وھُما الکِتابُ والحِکمةُ ...... (الیٰ ان قال)......والکتاب ھو القرآنُ ، والحِکمَةُ ھِي السُنَةُ باتفاقِ السلفِ ، ومَا أخبَر به الرسول عن الله، فھو في وجُوبِ تَصدِیقِه والایمان بِه کما أخبَرَ الربُّ تعالیٰ علیٰ لِسانِ رسولِه ، ھذا أصل مُتفقٌ علیه بَین اھل الاسلامِ ، لایُنکِرُه الّا من لیسَ منھم'' اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر دو قسم کی وحی نازل فرمائی ہے اور بندوں پر واجب کیا ہے کہ اُن دونوں وحیوں پر ایمان لایا جائے اور اُن پر عمل کیا جائے ، ایک ہے ''کتاب'' اور دوسری ''حکمت'' ......(آگے تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں)...... کتاب سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد سُنّت ہے، اس پر تمام اسلاف کا اتفاق ہے، اور جس بات کی خبر رسولؐ نے اللہ کی طرف سے دی ہے اُس پر اسی طرح ایمان لانا اور اُس کی تصدیق کرنا واجب ہے جیسے اللہ نے اپنے رسولؐ کی زبان مبارک کے ذریعے وہ خبر دی ہے، اس اصول پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، اس کا انکار وہی کرے گا جو مسلمان نہیں۔

(کتاب الرُوح، صفحه 218، مجمع الفقه الاسلامی، جده)

الغرض! ہر وہ حدیث جس میں نبی کریم ﷺ نے مستقبل میں ہونے والے کسی واقعہ کی

خبر دی اور وہ مستند اور صحیح طریقے سے آپ ﷺ سے ہم تک پہنچی تو اُس پر آمنّا و صدّقنا کہنا ہر مسلمان پر واجب ہے، انہی احادیث میں وہ بھی ہیں جن کے اندر نبی کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے ایک شخصیت کے ظہور کی خبر دی ہے جسے ''مہدی'' کہا جاتا ہے، چنانچہ اس موضوع پر پہلے سے علماء امت نے تفصیل کے ساتھ بہت کچھ لکھا ہے اس لئے ہماری زیادہ تر بحث مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت پر ہوگی۔

مرزا غلام احمد قادیانی (1839ء-1908ء) نے ''مسیح موعود'' کے ساتھ ساتھ ''مہدی معہود'' ہونے کا دعویٰ بھی کیا، یعنی وہ مہدی جن کے ظہور کی خبر احادیث میں وارد ہوئی ہے اور جنہیں عام طور پر مسلمان ''امام مہدی علیہ الرضوان'' کے نام سے یاد کرتے ہیں، مرزا قادیانی کے بارے میں اس کے پیروکار یہ کہتے ہیں کہ ''جس امام مہدی نے آنا تھا وہ مرزا قادیانی ہے''، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعوائے ''مہدیت'' میں بھی ایسے ہی جھوٹا تھا جیسے دعوائے نبوت ومسیحیت میں اور اس نے اپنے اِس دعویٰ میں بھی ویسی ہی قلابازیاں لگائیں جو وہ دعوائے نبوت اور دعوائے مسیحیت میں پوری زندگی لگاتا رہا۔

کبھی تو مرزا قادیانی یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ وہ تمام احادیث جن کے اندر ''مہدی'' کے آنے کا ذکر ہے سب کی سب مجروح اور مخدوش ہیں اور ان میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں، پھر اپنے اس بیان کو بدل کر یوں لکھا کہ مہدی کے بارے میں تمام روایات ضعیف ہیں صرف ایک حدیث صحیح ہے، کبھی اس نے ایسی جھوٹی روایات کو ''حدیث رسول ﷺ'' ثابت کرنے پر اپنی ساری طاقت خرچ کی جو کسی غیر معروف شخص کی طرف منسوب تھیں اور جنہیں بیان کرنے والے راویوں کے جھوٹے اور کذاب ہونے پر محدثین کا اتفاق تھا، کبھی اس نے یہ لکھا کہ صحاح ستہ میں ایک نہیں بلکہ بہت سے مہدیوں کے آنے کی خبر دی گئی ہے، اور کبھی وہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کو ''خونی مہدی'' لکھتا رہا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی یہ ضد بھی ہے جس مہدی نے آنا تھا وہ میں ہی ہوں۔

سب سے پہلے ہم مختصر طور پر کتب اہل سنت سے چند صحیح اور حسن درجے کی احادیث پر ایک نظر ڈالیں گے نیز اس غلط فہمی کا ازالہ بھی کریں گے جو عام طور پر بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں ہے (یا ڈالی گئی ہے) کہ اہل سنت جس ''مہدی'' کے منتظر ہیں وہ وہی شخصیت ہے جسے شیعہ اثنا عشریہ اپنا بارہواں امام کہتے ہیں، اس کے بعد ہم مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت اور اس کی تحریفات وتلبیسات کا مفصل جائزہ لیں گے، اور آخر میں اُن روایات کے بارے میں جن کے اندر ''مہدی'' کے بارے میں خبر دی گئی ہے پیش کیے گئے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا جائے گا۔

☆☆☆☆

اہل سنت کی کتب حدیث میں مہدی (علیہ الرضوان) کا ذکر اور تعارف

جہاں تک مذہب اہل سنت کا تعلق ہے ان کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی متعدد صحیح اور مستند احادیث شریفہ میں قربِ قیامت مسلمانوں کے ایک ایسے خلیفہ کا ذکر ملتا ہے جو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا اور اس کا نام آنحضرت ﷺ کے نام جیسا اور والد کا نام آپ ﷺ کے والد کے نام جیسا (یعنی محمد بن عبداللہ) ہوگا، اور اس کے زمانے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا آسمان سے نزول ہوگا اور آپ نزول کے بعد سب سے پہلی نماز مسلمانوں کے اسی امام کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے، اسی خلیفہ کو احادیث میں ''المہدی'' کے لقب کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے، اہل سنت کی کتب میں مہدی کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں جن میں ایک بڑی مقدار ضعیف اور موضوع روایات کی بھی ہے لیکن صحیح اور حسن روایات بھی کافی تعداد میں موجود ہیں جو بعض علماء کے نزدیک تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچ جاتی ہیں، ان روایات میں سے بعض میں تو صاف طور پر ''المھدی'' کا ذکر ہے اور بعض روایات میں ''المھدی'' کا ذکر تو نہیں لیکن علماء نے تصریح کی ہے کہ مراد وہی ہیں، چند روایات یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

☆**عن ابي سعيد الخدري قال : قال رسول الله ﷺ المهدي مني ، أجلى الجبهة ، أقنى الأنف ، يملأ الأرض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً ، ويملك سبع سنين .**

(سنن ابي داود:4285 ، مستدرك حاكم ، كتاب الفتن لنعيم بن حماد ۔ واللفظ لابي داود)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہے (یعنی میری اولاد سے ہے) اس کی پیشانی کشادہ اور ناک اٹھی ہوئی اور قدرے باریک ہوگی، وہ زمین کو ایسے ہی عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ اس کے آنے سے قبل ظلم وزیادتی سے بھری ہوگی، اور وہ سات سال تک حکومت کرے گا۔

☆**عن أم سلمة رضي الله عنها قالت : سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : المهدي**

من عترتي من ولد فاطمة .

(سنن أبي داود: 4284 ، سنن ابن ماجه ، مستدرك حاكم ۔ واللفظ لأبي داود)

ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: مہدی میری عترت، میری بیٹی فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا۔

☆عن عليؓ عن النبي ﷺ قال : لو لم يبق من الدهر الا يوم لبعث الله رجلاً من أهل بيتي يملأها عدلاً كما مُلئت جوراً .

(سنن ابي داود: 4283 ، مسند احمد ، مصنف ابن ابی شيبه ۔ واللفظ لابي داود)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: زمانہ ختم ہونے سے پہلے (یعنی قیامت سے پہلے) ایک دن ایسا آئیگا جب اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائیں گے جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ (اس کے آنے سے قبل) ظلم سے بھری ہوگی۔

☆عن عبدالله بن مسعودؓ قال : قال رسول الله ﷺ لاتذهب أو لاتنقضي الدنيا حتى يملک العربَ رجل من أهل بيتي يواطيء اسمه اسمي .

(سنن ابي داود: 4282 ، سنن ترمذی ، مسند احمد ، واللفظ لأبي داود)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک عرب پر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص حکومت نہ کرلے جس کا نام میرے نام جیسا (یعنی محمد) ہوگا۔

☆ عن ابي سعيد الخدريؓ قال: قال رسول الله ﷺ يُخرُج في آخرِ أمتي المهديُّ يسقيه الله الغيث وتُخرِج الأرض نباتَها ويُعطِي المالَ صحاحاً وتكثر الماشية وتعظم الأمة يَعِيشُ سبعاً أو ثمانياً يعني حججاً".

(المستدرك للحاكم: 8673 ، وقال الذهبيؒ في التلخيص : صحيح)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے آخر

میں مہدی نکلے گا، اللہ اُس کے لئے بارش برسائیں گے اور زمین اپنی نباتات نکالے گی، وہ مال صحیح لوگوں کو دے گا، چوپاؤں کی کثرت ہوگی اور امت بہت زیادہ ہوگی، وہ سات یا آٹھ سال رہے گا۔

☆**عن أبي هريرةؓ قال : قال رسول الله ﷺ كيف أنتم إذا نزل ابنُ مريم فيكم وإمامكم منكم .**

(متفق علیه ، مسند احمد ، صحیح ابن حبان ، سنن البیهقی ، واللفظ للبخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا حال (مارے خوشی کے۔ناقل) کیا ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اُس وقت تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ (اہل سنت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مسلمانوں کے جس امام کا ذکر اس حدیث شریف میں ہے وہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان ہوں گے جیسا کہ صحیح مسلم کی اگلی حدیث میں بیان ہو رہا ہے)۔

☆**عن جابر بن عبداللهؓ قال : سمعت النبي ﷺ يقول : لاتزال طائفة من أمتي يُقاتلونَ على الحقِّ ظاهرين إلى يوم القيامة ، قال : فينزل عيسٰى بن مريم صلى الله عليه وسلم فيقول أميرهم : تعال صلِّ لنا ، فيقول : لا ، إن بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الأمة .**

(صحیح مسلم: 247 ، مسند احمد ، صحیح ابن حبان ، مستخرج ابی عوانه ، واللفظ لمسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک گروہ ایسا ہوگا جو قیامت تک حق کیلئے لڑتا رہے گا، پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے، تو اس (حق پرستوں) کے گروہ کا امیر عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا: آیئے ہماری امامت کروایئے، عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں (تم ہی امامت کرواؤ) کیونکہ اللہ تعالی نے تم میں سے بعض کو بعض پر امیر بنایا ہے، اور یہ اللہ کی طرف سے امت محمدیہ ﷺ کیلئے خاص اعزاز ہے۔

☆ حافظ ابن قیمؒ نے یہی الفاظ حضرت جابرؓ سے روایت کئے ہیں، لیکن اس میں "فیقول أمیرهم" کی جگہ "فیقول امیرهم المهدي" کے الفاظ ہیں یعنی اس جماعت کے امیر مہدی ہوں گے جو یہ فرمائیں گے، اور انہوں نے اس کی سند کو "جیّد" یعنی اچھی اور بہتر لکھا ہے۔

(المنار المنيف فی الصحيح والضعيف، ص 147-148)

☆ **عن ابي سعيد الخدريؓ قال : قال رسول الله ﷺ لا تقوم الساعة حتى يملِک رجلٌ من أهل بيتي ، أجلى أقنى ، يملأ الأرض عدلاً كما مُلئت قبله ظلماً يكون سبع سنين .**

(مسند احمد: 11130، مسند ابی یعلی، صحیح ابن حبان، واللفظ لاحمد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میرے اہل بیت میں سے ایک شخص حکومت نہ کرلے، جس کی پیشانی کشادہ اور ناک اٹھی ہوئی قدرے باریک ہوگی، وہ زمین کو ایسے عدل وانصاف سے بھر دیگا جیسے اس کے آنے سے قبل ظلم سے بھری ہوگی، اس کی حکومت سات سال تک رہے گی۔

☆ **عن ابي سعيد الخدريؓ قال : قال رسول الله ﷺ تُملأ الأرض جوراً وظلماً فيخرُج رجلٌ من عترتي يملِک سبعاً أو تسعاً فيملأ الأرض قسطاً وعدلاً .**

(مسند احمد: 11665، مستدرك حاكم، واللفظ لاحمد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: زمین ظلم وزیادتی سے بھر جائے گی تب میری نسل میں سے ایک شخص نکلے گا جو سات یا نو سال تک حکومت کرے گا اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیگا۔

☆ **عن ابي سعيد الخدريؓ وجابرؓ قالا : قال رسول الله ﷺ يكون في آخر الزمان خليفة يقسم المال ولا يعدُّه .**

(صحیح مسلم: 2914، مسند احمد، مسند ابی یعلی، واللفظ لمسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت جابرؓ دونوں سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو دولت کو بغیر گنے ہوئے تقسیم کرے گا ۔

☆**عن عبدالله بن مسعودؓ عن النبي ﷺ قال : لو لم يبق من الدنيا الا يوم لطوّل الله ذلك اليوم حتى يبعث فيه رجلا مني (أو من أهل بيتي) يواطيء اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي .**

(سنن ابي داود:4282 ، مستدرك حاكم،مسند بزار، طبرانی، واللفظ لأبي داود)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا ختم ہونے میں اگر ایک دن بھی رہ گیا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا فرمادیں گے (مراد یہ ہے کہ دنیا ختم ہونے سے پہلے یہ کام ضرور ہوگا) یہاں تک کہ اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک شخص بھیجیں گے جس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا (یعنی اس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا)۔

مذکورہ روایات سے مندرجہ ذیل باتیں روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہیں:

(1)......حضرت مہدی علیہ الرضوان حضور ﷺ کے اہل بیت اور حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

(2)......ان کا نام محمد اور ان کے والد کا نام **عبداللہ** ہوگا (شیعہ کے مہدی کے والد کا نام **حسن عسکریؒ** ہے اور مرزا قادیانی کا نام غلام احمد بن غلام مرتضیٰ ہے)

(3)......وہ سات یا نو سال تک حکومت بھی کریں گے (کسی عیسائی حکومت کی چاپلوسی کرنے والے اور وفادار نہیں ہوں گے مرزا قادیانی کی طرح)۔

(4)......وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

(5)......اہل سنت کی کسی روایت میں یہ ذکر نہیں کہ مہدی پیدا ہونے کے بعد بچپن میں ہی نامعلوم

مقام میں کئی سو سال تک غائب ہو جائیں گے اور پھر ظاہر ہوں گے، البتہ شیعہ اثناعشریہ کے نزدیک وہ پیدا ہو چکے ہیں اور اس وقت روپوش ہیں۔

(6)......ان کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور نزول کے بعد سب سے پہلی نماز آپ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پیچھے ہی ادا فرمائیں گے (جیسا کہ صحیح مسلم اور **المنار المنیف** کے حوالے سے گذرا)۔

(مہدی کے بارے میں کتب اہل سنت میں مذکور تمام روایات اور ان کی اسناد کا مفصل طور پر جائزہ لینے کیلئے ڈاکٹر عبدالعلیم بستوی کی کتاب "**المهدي المنتظر في ضوء الاحاديث والآثار الصحيحة**" اور اس کا دوسرا حصہ "**الموسوعة فی أحاديث المهدي الضعيفة والموضوعة**" کے مطالعہ کا مشورہ دوں گا (جو المكتبة المكية ـ مكة المكرمة اور دارابن حزم ـ بيروت ،لبنان سے طبع شدہ ہے) جس میں مصنف نے اس موضوع پر تقریباً **135** مرفوع روایات پر مفصل تحقیق کی ہے (جو کہ کتب اہل سنت میں موجود ہیں) اور مصنف مذکور کی تحقیق کے مطابق ان میں سے **30** کے قریب روایات صحیح یا حسن درجے کی ہیں (ان روایات میں بعض کے اندر صریح طور پر "مہدی" کا ذکر آیا ہے اور بعض کے اندر "مہدی" کا لفظ تو نہیں لیکن مراد وہی ہیں) باقی **105** روایات ضعیف یا موضوع ہیں، اس کے علاوہ صحابہ؇ وتابعین کے آثار بھی کثیر تعداد میں ذکر کیے ہیں، جن میں سے صرف **16** آثار کو صحیح بتلایا ہے، نیز مہدی سے متعلقہ روایات پر جن لوگوں نے اعتراضات کیے ہیں ان کا بھی مفصل جائزہ لیا گیا ہے، اور یہ بات اہل علم جانتے ہیں کہ اصول حدیث کی رو سے اگر کسی مسئلہ میں صحیح وضعیف دونوں قسم کی روایات ملتی ہوں تو صحیح روایت کے معارض ضعیف روایت کو قبول نہ کیا جائے گا یہ نہیں ہوتا کہ "اختلاف روایات" کو بہانہ بنا کر صحیح اور ضعیف دونوں روایات کو رد کر دیا جائے۔

☆☆☆☆

روایاتِ مہدی کے بارے میں بعض علماء اہل سنت کے اقوال

(1)...... امام ابوجعفر محمد بن عَمرو بن حمّاد العُقَیلی المکی (م 323ھ) لکھتے ہیں:

''وَفِي المَهدِيِّ احاديثُ صالِحةُ الاسنادِ أن النبيَ ﷺ قال: يُخرُجُ مِني رَجُلٌ وَيُقالُ من اهلِ بيتي ، يواطيء اسمُه اسمِي ، واِسمُ ابيه اسمُ أبي '' اورمہدی کے بارے میں ایسی احادیث موجود ہیں جن کی اسناد درست ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے (یعنی میری ذریت سے) ایک آدمی نکلے گا، اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ میرے اہل بیت میں سے نکلے گا، جس کا نام میرے نام جیسا، اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا۔

(كتاب الضعفاء الكبير، جلد 2، صفحه 86، دار الكتب العلمية، بيروت)

(2)...... امام ابوالحسن محمد بن الحسین الآبُری (م 363ھ) لکھتے ہیں:

''وقد تواترت الأخبار واستفاضت عن رسول الله ﷺ بذِكر المهدي، وأنه من أهل بيته ، وأنه يملك سبع سنين، وأنه يملأ الارض عدلاً ، وأن عيسىٰ يخرج فيساعده على قتل الدجّال ، وأنه يؤم هذه الأمة، ويُصلي عيسىٰ خلفه '' مہدی کا ذکر تو رسول اللہ ﷺ کی متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے، جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ مہدی آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے، وہ سات سال تک حکومت بھی کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، اور یہ بھی بیان ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو قتل کرنے نکلیں گے تو حضرت مہدی علیہ الرضوان ان کی مدد بھی کریں گے، اور وہ اس امت کی امامت بھی فرمائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

(بحواله : المنار المنيف فى الصحيح والضعيف ، صفحه 142)

(3)...... حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ نے بھی امام آبریؒ کی یہ بات نقل فرمائی ہے اور اُس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔(تهذيب التهذيب، جلد9، صفحه 144، دائرة المعارف)

(4)......امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقیؒ (م458ھ) فرماتے ہیں:

''والأحـاديـثُ في التنصيص على خُروج المهدي أصح اسناداً وفيها بيـان كـونـه مـن عترة النبي ﷺ'' وہ احادیث جن کے اندر خروج مہدی کا ذکر ہے ان کی سندیں زیادہ صحیح ہیں اور ان (صحیح روایات میں۔ناقل) میں یہ بیان ہوا ہے کہ مہدی آنحضرت ﷺ کی عترت سے ہوں گے۔

(بحواله : تهذيب الكمال، جلد 25، صفحه 150)

(5)...... معروف مفسر امام محمد بن احمد قرطبیؒ (م671ھ) اُس روایت کے بارے میں بات کرتے ہوئے جس میں ہے کہ ''لا مهدي الا عيسىٰ'' لکھتے ہیں:

''مـنـقـطـعٌ، والأحاديثُ عن النبي صلى الله عليه وسلم في التنصيصِ علىٰ خُروجِ المهديِ من عِترَتِه من وُلدِ فاطمة ثابتةٌ، اصح من هذا الحديث'' یہ (لا مهدي الا عيسىٰ والی روایت) منقطع ہے، اور نبی کریم ﷺ کی وہ احادیث جو اس بات پر نص ہیں کہ مہدی آپ ﷺ کی عترت اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے نکلیں گے ثابت ہیں اور اِس حدیث سے کہیں زیادہ صحیح ہیں۔

(التذكرة بأحوال الموتىٰ وأمور الآخرة، صفحه 1205، دار المنهاج، الرياض)

(6)......شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم الحرانی الحنبلی ابن تیمیہؒ (م728ھ) لکھتے ہیں:

''ان الأحَـادِيـث التي يُحتجُّ به على خُروج المهدي أحاديثُ صحيحةٌ رواهـا أبـوداود، والترمذي، وأحمد وغيرهم ......'' وہ احادیث جن سے خروجِ مہدی پر استدلال کیا جاتا ہے صحیح ہیں جو امام ابوداود، امام ترمذی اور امام احمد (بن حنبل) وغیرہم نے روایت کی ہیں۔

(منهاج السنة النبوية، جلد 8، صفحه 254)

(7)...... علامہ احمد بن محمد بن حجر المکی الهیثمی (م974ھ) لکھتے ہیں:

''والـذي يَتـعَيَّـنُ اِعتقَادُه مَا دَلَّت عليه الأحَاديثُ الصحيحةُ مِن وجُودِ المَهديِّ الذي يَخرُج الدَّجّالُ وَعِيسىٰ بنُ مَريمَ في زَمَنِه وأنه المُراد حَيثُ اُطلِقَ المَهدي '' یہ اعتقاد رکھنا متعین ہے جو صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مہدی ہوگا جس کے زمانے میں دجّال اور حضرت عیسیٰ بن مریم ظاہر ہوں گے اور جہاں ''مہدیٰ'' کا لفظ بولا گیا ہے اُس سے یہی ہستی مراد ہے۔

(القول المُختصر فی علامات المهدي المُنتظر، صفحه **74**، مکتبة القرآن، القاهرة)

(**8**)......شمس الدین محمد بن احمد السفارینیؒ (م**1188**ھ) لکھتے ہیں:

''والصَّـوابُ الذي عَليه أهلُ الحَقِّ أن المَهدِي غير عيسىٰ وأنه يَخرُجُ قبلَ نُزولِ عيسىٰ عليه السلام، وقد كَثُرت بخُروجه الرِّوايات حتىٰ بَلَغَت حدَّ التواتُر المَعنوِي وَشَاع ذلک بين علماء السُّنَّة حتىٰ عُدَّ من معتقداتهم '' درست بات یہ ہے کہ مہدی حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ ہیں اوران کا خروج نزولِ عیسیٰؑ سے پہلے ہوگا، ان کے خروج کے بارے میں کثیر روایات موجود ہیں جو تواتر معنوی کے درجہ تک پہنچتی ہیں اور علماء سنت کے ہاں مشہور و معروف ہیں یہاں تک یہ بات ان کے عقائد میں سے شمار ہوتی ہے۔

اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں:

''فالایـمانُ بِخُروجِ المهدي واجِبٌ كَما هُوَ مُقَرَّرٌ عند أهل العلم ومُدوَّنٌ فِي عقائِدِ اهل ِالسُنّة '' پس خروجِ مہدی پر ایمان رکھنا واجب ہے جیسا کہ اہل علم کے نزدیک ثابت شدہ بات ہے اور اہل سنت کے عقائد میں مذکور ہے۔

(لوامع الأنوار البهية (العقيدة السفارينية)، جلد **2**، صفحه **84**، دمشق)

(**9**)......علامہ نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالیؒ (م**1207**ھ) لکھتے ہیں:

''والأحاديث ُالوَارِدة فيه على اختلاف رواياتها كثيرة جِدّاً، تَبلُغُ حدَّ التواترِ، وهي في السُّنَنِ وغيرها من دواوين الاسلامِ من المعاجم والمسانيد ''

اور (مہدی) کے بارے میں روایات کی ایک کثیر تعداد وارد ہوئی ہے جو کہ تواتر کی حد تک پہنچتی ہے، یہ روایات سُنَن، معاجم اور مسانید میں موجود ہیں۔

(الإ ذاعة لما كان ومايكون بين يدى الساعة، صفحه ، **166**، القاهرة)

(10)......علامہ محدث محمد شمس الحق عظیم آبادیؒ (م**1329**ھ) لکھتے ہیں:

''واعلَم أنَّ المَشهورَ بَين الكافَّةِ مِن أهل الاسلامِ علىٰ مَمَرِّ الأعصَارِ أنه لا بُدَّ من ظهورِ رَجُلٍ من أهلِ البيتِ يُؤيِّدُ الدِّين ويَظهَرُ العَدلَ ويتبعه المسلمونَ ويستولي علىٰ الممالكِ الاسلاميةِ ويُسمّىٰ بالمهدي......(الیٰ ان قال......وخرَّجُوا أحاديث المهدي جماعة من الأئمة منهم أبو داود، والترمذي، وابن ماجة ، والبزار، والحاكم، والطبراني وأبويعلىٰ الموصلي وأسندوها الىٰ جماعة من الصحابة ......'' جان لو کہ ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کے اندر یہ بات مشہور رہی ہے کہ آخری زمانہ میں اہل بیت میں سے ایک شخص ضرور ظاہر ہوگا جو دین کو مضبوط کرے گا اور عدل وانصاف کا بول بالا کرے گا، مسلمان اس کی پیروی کریں گے اور وہ ممالک اسلامیہ پر حکومت کرے گا، اسی کو مہدی کہا جاتا ہے......(آگے لکھا کہ)......ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے اُن احادیث کی تخریج کی ہے جو مہدی سے متعلق ہیں، اُن ائمہ میں ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، بزّار، حاکم، طبرانی اور ابویعلیٰ موصلی بھی ہیں، انہوں نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے یہ احادیث روایت کی ہیں۔

(عون المعبود علیٰ سُنن ابی داود، صفحه **1832**، بيت الافكار الدولية ، الرياض)

(11)......ابوعبداللہ محمد بن جعفر الحسنی الکتانیؒ (م**1345**ھ) لکھتے ہیں:

''والحاصِلُ أن الأحاديثَ الواردة في المهدي المُنتظرِ متواترةٌ، وكذا الوارِدةُ في الدّجّالِ وفي نزولِ سيدنا عيسىٰ بن مريم عليهما السلام'' مہدی کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث متواتر ہیں، اسی طرح وہ احادیث بھی متواتر ہیں جو دجّال اور

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

(نظم المتناثر فی الحدیث المتواتر، صفحہ **229**، دار الکتب السلفیۃ ، مصر)

(12)...... **شرح العقائد النسفیۃ** کے شارح علامہ محمد عبدالعزیز فرہاریؒ لکھتے ہیں:

"تَواتَرَتِ الأحادِيثُ في خُروجِ المهدي وأفرَدَها بعضُ العُلَمَاءِ بالتأليفِ، ومُلَخَّصُها: أنه مِن أهلِ بيت النبي ﷺ وأنه يَملِكُ الأرضَ ويَملؤُهَا بالعدلِ بعدَ ما مُلِئَت بِالجورِ وأنه يُلاقي عيسىٰ عليه السلام ، وبالجملة فالتَّصدِيقُ بِخُرُوجِه واجِبٌ" خروجِ مہدی کے بارے میں احادیث متواتر ہیں، بعض علماء نے ان احادیث پر الگ کتابیں بھی تالیف کی ہیں، ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدی اہلِ بیت نبی ﷺ میں سے ہوں گے اور وہ زمین پر حکمرانی کریں گے اور جیسے وہ پہلے ظلم سے بھری ہوگی وہ اُسے عدل وانصاف سے بھر دیں گے ، اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اُن کی ملاقات بھی ہوگی ، الغرض! اُن کے خروج کی تصدیق کرنا واجب ہے۔

(النبراس شرح شرح العقائد، صفحہ **664**، طبع آستانہ)

☆☆☆☆

شیعہ اثناعشریہ کی کتب میں مذکور امام مہدی (بارہویں امام) کا تعارف

دوسری طرف شیعہ اثناعشریہ کی کتابوں میں جس ''مہدی'' کا ذکر ملتا ہے اسے وہ ''امام ثانی عشر'' (بارھواں امام) یا ''امام غائب'' کہتے ہیں اور شیعہ کے مطابق ان کے ''امام مہدی'' کا نام ''محمد'' والد کا نام ''حسن بن علی عسکری'' اور کنیت ''ابوالقاسم'' ہے اور وہ شیعہ کے نزدیک راجح روایت کے مطابق سنہ 255 ہجری میں پیدا ہو چکے ہیں اور اُس وقت سے آج تک کسی نامعلوم مقام پر روپوش ہیں اور ایک وقت مقررہ پر ان کا ظہور ہوگا۔

لہٰذا قبل اس کے کہ ہم مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت پر بات کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کے ''حضرت مہدی علیہ الرضوان'' اور شیعہ اثناعشریہ کے ''بارہویں امام'' کے درمیان فرق واضح کر دیا جائے کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ جماعت قادیانیہ اور ان کے مربی عوام الناس کے سامنے اکثر شیعہ کتابوں (بحار الانوار وغیرہ) سے بھی ''امام مہدی'' کے بارے میں مختلف روایات بیان کر کے شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، نیز بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل سنت اور شیعہ اثناعشریہ کے امام مہدی ایک ہی شخصیت ہیں جو کہ ایک غلط فہمی ہے، یہ غلط فہمی بعض شیعہ مصنفین نے بھی اپنی کتابوں میں پیدا کی ہے، اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت اور شیعہ اثناعشریہ کے درمیان جن امور پر اصولی اختلاف ہے اُن میں سرِ فہرست شیعہ اثناعشریہ کا ''عقیدۂ امامت'' ہے، مختصر طور پر عرض کر دوں کہ شیعہ اثناعشریہ کے عقیدہ کے مطابق آنحضرت ﷺ کے بعد بارہ ہستیاں ایسی ہیں جو انبیاء کی طرح معصوم ہیں اور جن کی اتباع واطاعت اسی طرح واجب ہے جس طرح انبیاء کی، انہیں ''بارہ امام'' کہا جاتا ہے، ان بارہ ہستیوں میں سے سب سے پہلی ہستی حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ ہیں اور پھر آپ کی اولاد میں سے چند مخصوص لوگ اس منصب پر یکے بعد دیگرے فائز ہوتے رہے، یہاں تک کہ جب دسویں امام علی بن محمد الہادیؒ کی وفات سنہ 254 ہجری میں ہوئی تو ان کے بیٹے حسن بن علی العسکریؒ

گیارہویں امام بنے، گیارہویں امام حسن بن علی العسکریؒ کی ولادت سنہ 232ھ ہوئی، انہوں نے صرف 28 سال عمر پائی اور سنہ 260ھ میں آپ کی وفات ہوگئی، اور خود شیعہ علماء بیان کرتے ہیں کہ "لم يُرَ له خلفٌ ولم يُعرف له ولدٌ ظاهرٌ فاقتَسَمَ ما ظهر من ميراثِه أخوه جعفر وأمُّه" یعنی نہ تو آپ کے جانشین کو کسی نے دیکھا اور نہ ہی ظاہری طور پر آپ کے بیٹے کا کوئی اتہ پتہ تھا، لہذا (جب یقین ہوگیا کہ آپ کی کوئی اولاد نہیں) تو آپ کی جو کچھ میراث تھی وہ آپ کے بھائی جعفر اور آپ کی ماں نے آپس میں تقسیم کرلی (فرق الشيعة، صفحه 151، ابو محمد حسن بن موسیٰ نوبختی، منشورات الرضا، بیروت سنه 2012ء)۔

گیارہویں امام کی وفات کے بعد شیعہ میں شدید قسم کا اختلاف رونما ہوا، شیعہ مؤرخین کے مطابق وہ 14 کے قریب فرقوں میں بٹ گئے (فرق الشيعة، صفحه 151)۔

بعض نے کہا کہ چونکہ امام حسن عسکریؒ بغیر کوئی اولاد چھوڑے چلے گئے، اور یہ نہیں ہوسکتا کہ زمین بغیر کسی امام کے باقی رہ سکے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ امام حسن عسکریؒ فوت نہیں ہوئے بلکہ غائب ہوئے ہیں۔

ایک دوسری جماعت نے کہا کہ امام حسن عسکریؒ کی موت تو برحق ہے لیکن وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر غائب ہوگئے ہیں اور عنقریب دوبارہ ظاہر ہوں گے۔

امام حسن عسکریؒ کے شیعہ میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو امام کے بغیر اولاد کے اس دنیا سے چلے جانے کی وجہ سے خود انکی امامت کا منکر ہوگیا۔

ایک گروہ نے دعوی کیا کہ چونکہ امام حسن عسکریؒ لاولد انتقال فرماگئے ہیں لہذا آپ کے بعد کوئی امام نہیں ہے، جس طرح نبوت حضور ﷺ پر ختم ہوگئی اسی طرح امامت امام حسن عسکریؒ پر اختتام پذیر ہوگئی۔

کچھ لوگوں کا موقف یہ تھا کہ گیارہویں امام بغیر کوئی اولاد چھوڑے چلے گئے ہیں، لیکن اللہ تعالی آل محمد میں سے ایک قائم بھیجے گا (جو کہ گذرے ہوئے گیارہ اماموں میں سے کوئی بھی

ہوسکتا ہے)اوراب ہم ایسے وقت میں ہیں جس میں امامت منقطع ہوچکی ہے۔

ایک جماعت نے حسن عسکریؒ کے بھائی جعفر بن علی کی امامت کا نعرہ بلند کردیا۔

جبکہ ایک گروہ (جو آج کل اثنا عشریہ کہلاتے ہیں) کا کہنا ہے کہ امامت گیارہویں امام پر ختم نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ بے اولاد فوت ہوئے بلکہ آپ کی وفات سے چار یا پانچ برس قبل آپ کے ہاں ایک بیٹے کی ولادت ہوئی تھی لیکن آپ نے حاکم کے خوف سے اس بات کو خفیہ رکھا، چنانچہ اپنی زندگی میں اس بچہ کو ظاہر نہ فرمایا، اور اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل ہی اس کو ایک نامعلوم مقام پر بھیج دیا اس بچہ کو خفیہ مقام پر بھیجنے سے قبل امام حسن عسکریؒ نے اپنی پھوپھی ''حکیمہ بنت محمد بن علی رضا'' کو تاکید فرمائی کہ میری وفات کے بعد بھی صرف چند مخصوص لوگوں کو میرے اس بیٹے کے بارے میں بتلانا آپ کی وفات کے بعد بھی صرف چار لوگ ایسے تھے جو یکے بعد دیگرے شیعہ اور امام غائب کے درمیان رابطہ کا کام کرتے تھے (جن کو ''ابـــــــواب'' یا ''سفراء'' کہا جاتا ہے) جو شیعہ لوگوں کی عرضیاں، دینی مسائل کے بارے میں ان کے سوالات اوران کے تحفے تحائف امام غائب تک پہنچاتے اور پھر امام کی طرف سے جو جواب ملتا تھا وہ ان لوگوں تک پہنچاتے تھے (اس زمانے کو غیبتِ صغریٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے)، حتیٰ کہ آہستہ آہستہ یہ خبر (کہ بارہویں امام ایک خفیہ مقام پر موجود ہیں) پھیلنے لگی اور حاکمِ شہر نے تحقیق وتفتیش شروع کردی تو پھر یہ رابطہ بھی منقطع ہوگیا اور اس روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہ رہا جس کو امام غائب کی جائے قیام کے بارے میں علم ہو، آج تک یہ ایک راز ہی ہے (یہ غیبت کبریٰ کہلاتی ہے) ۔یہ ساری تفصیلات حسن بن موسیٰ نوبختی کی کتاب ''فـرق الشیـعة'' ابن بابویہ قمی (شیخ صدوق) کی ''کمال الدین وتمام النعمة'' ،ابوجعفر محمد بن حسن طوسی کی کتاب ''الغیبة''، اور محمد بن ابراہیم بن جعفر نعمانی کی ''الغیبة'' اور دوسری شیعہ کتب میں موجود ہیں، پاکستان کے مشہور شیعہ واعظ نجم الحسن کراروی نے اپنی کتاب ''چودہ ستارے، طبع امامیہ کتب خانہ، اندرون موچی دروازہ لاہور'' کے باب چودہ میں تفصیل کے ساتھ ان روایات کا ذکر کیا ہے لہذا ہم بھی اسی کتاب

کے حوالے سے شیعہ کے بارہویں امام کے بارے میں چند باتیں عرض کریں گے۔

امام غائب کی والدہ کون؟

امام حسن عسکریؒ اور شیعہ کے امام مہدی کی والدہ کی ملاقات اور نکاح کا قصہ تقریباً شیعہ کی ان تمام کتب میں موجود ہے جن میں امام غائب کے حالات کا ذکر ہے، تفصیل میں جائے بغیر صرف اتنا اشارہ کافی ہے کہ شیعہ کتب کے مطابق یہ محترمہ روم کے بادشاہ قیصر کے خاندان کی شہزادی تھیں، ان کا نام کیا تھا؟ اس سوال کا جواب یقین کے ساتھ دینا مشکل ہے، شیعہ کی کتب میں ان کے بہت سے نام مذکور ہیں "ملیکہ بنت یشوعا"، "نرجس"، "سوسن"، "ریحانہ"، "صقیل"، "مریم بنت زید" اور "حکیمہ" ۔

(الغيبة للطوسي، صفحه 393 ، روايت 362 /بحار الانوار، جلد51، صفحه 28)

امام غائب کی پیدائش

شیعہ کی کتب میں اس بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں، مثلاً:

حکیمہ بنت محمد بن علی (امام حسن عسکریؒ کی پھوپھی) کے حوالے سے ایک طویل روایت کا خلاصہ اس طرح ہے "حکیمہ کہتی ہیں کہ ایک دن امام حسن عسکریؒ نے مجھے پیغام بھیجا کہ اے پھوپھی جان آج روزہ ہمارے ہاں افطار کیجئے گا، کیونکہ آج نصف شعبان کی رات ہے اور اللہ تعالیٰ آج کی رات زمین میں اپنی حجت (یعنی امام مہدی۔ ناقل) کو ظاہر فرمائیں گے (چنانچہ حکیمہ آپ کے گھر چلی آئیں)، حکیمہ کہتی ہیں: میں نے پوچھا: اُس کی ماں کون ہوگی؟ تو حسن عسکریؒ نے فرمایا "نرجس"، میں نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں، نرجس میں تو ایسے کوئی آثار (حمل کے۔ ناقل) دکھائی نہیں دیتے (ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حکیمہ کہتی ہیں میں نرجس کے پاس گئی اور میں نے اس کے پیٹ کا اچھی طرح معاینہ کیا لیکن میں نے اس میں حمل کے کوئی آثار نہ دیکھے اور واپس آ کر میں نے حسن عسکریؒ کو بتلایا۔ ناقل)، تو امام نے کہا اے

پھوپھی! نرجس کی مثال مادرِ موسیٰ جیسی ہے جس طرح حضرت موسیٰ کا حمل ولادت کے وقت سے پہلے ظاہر نہیں ہوا اسی طرح اس میرے فرزند کا حمل بھی بروقت ظاہر ہوگا، حلیمہ کہتی ہیں کہ میں امام کے فرمانے سے اس شب وہیں رہی جب آدھی رات گذر گئی تو میں اٹھی اور نماز تہجد میں مشغول ہوگئی اور نرجس بھی اٹھ کر نماز تہجد پڑھنے لگی، اس کے بعد اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ صبح قریب ہے اور امام حسن عسکری نے جو کہا تھا وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا، میرے دل میں شکوک شبہات نے جنم لینا شروع کیا تو بیٹھک سے امام حسن عسکریؒ نے پکار کر کہا: اے پھوپھی جان! جلدی نہ کیجئے بیشک وقت قریب ہے، یہ سُن کر میں نرجس کے حجرے کی طرف لپٹی نرجس مجھے راستے میں ہی ملی مگر اس کی حالت اُس وقت متغیر تھی اور اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا، میں نے اس کو اپنے سینے کے ساتھ لپٹا لیا اور میں نے قرآن کی آیات کی تلاوت شروع کی تو بطنِ مادر سے بچے کی آواز آنے لگی یعنی میں جو کچھ پڑھتی تھی وہ بچہ بھی بطنِ مادر میں وہی کچھ پڑھتا تھا، حلیمہ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تمام حجرہ روشن ہوگیا اور میں نے دیکھا کہ نومولود بچہ زمین پر سجدے میں پڑا ہوا ہے تو میں نے اسے اٹھا لیا، اسی دوران امام حسن عسکری نے زور سے پکار کر کہا: اے پھوپھی جان میرا بیٹا لائیے، تو میں نے بچے کو لے جا کر ان کی گود میں ڈال دیا............ الخ''۔

(خلاصہ: چودہ ستارے، صفحہ 555، امامیہ کتب خانہ لاہور)

ایک روایت اس طرح ہے کہ سعد بن عبداللہ کا بیان ہے کہ جب امام حسن عسکریؒ کا انتقال ہوگیا (ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام حسن عسکریؒ کی مرض الوفات میں ہی بادشاہ نے ان کے گھر کی نگرانی کا حکم دیدیا تھا) تو بادشاہ نے آپ کے گھر تفتیش کی غرض سے کچھ لوگ بھیجے اور انہوں نے گھر میں موجود تمام افراد کو گھر کے اندر ہی روک لیا، وہ امام حسن عسکریؒ کے بیٹے کے بارے میں تحقیق کر رہے تھے، اس کے بعد انہوں نے حمل کے بارے میں معلومات رکھنی والی عورتیں بلائیں تاکہ وہ امام عسکری کی تمام باندیوں کا اچھی طرح معاینہ کریں کہ کہیں کوئی باندی

حاملہ تو نہیں، ان کو کسی نے بتایا کہ فلاں باندی حاملہ ہے، تو انہوں نے اس باندی کو ایک الگ کمرے میں بند کردیا اور نحریر نامی ایک خادم اور کچھ عورتیں اس کے پہرہ پر لگادیں، امام عسکریؒ کی تدفین کے بعد بادشاہ اور اس کے ساتھیوں نے تمام گھروں میں ان کے بیٹے کو تلاش کیا اور امام کی وراثت کی تقسیم کو موقوف رکھا، اور جس باندی کے بارے میں حاملہ ہونے کا شک تھا اس کو دو سال تک کڑی نگرانی میں رکھا یہاں تک کہ یقین ہوگیا کہ وہ حاملہ نہیں، اس کے بعد (جب یقین ہوگیا کہ امام کا کوئی بیٹا نہیں۔ ناقل) تو امام کی میراث تقسیم کی گئی۔

(كمال الدين وتمام النعمة،ابن بابويه قمی، جلد1، صفحه 52، مؤسسة الاعلمی بیروت)

نام والقاب کیا ہیں؟

شیعہ کے مطابق ان کے امام غائب کا نام "محمد" اور کنیت "ابوالقاسم" ہے لیکن آپ کا نام زبان پر جاری کرنے کی ممانعت ہے (چودہ ستارے، صفحہ 558) اس وجہ سے شیعہ کی کتب میں امام غائب کا ذکر مختلف القاب کیساتھ کیا جاتا ہے مثلاً: **القائم ، الخلف ، السيد ، الناحية المقدسة، الصاحب ، صاحب الزمان ، صاحب العصر ، صاحب الأمر ، مولانا** وغیرہ، اور اگر کہیں نام لکھنا پڑا ہے تو یوں لکھا ہے "م ح م د" (دیکھیں: اصول الكافي، جلد1 ، صفحه 330 ، باب مولد الصاحب عليه السلام)

غَیبتِ صغریٰ

شیعہ اپنے بارہویں امام کی غیبت کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں، ایک کو غیبت صغریٰ کہا جاتا ہے جس کا زمانہ امام کے غائب ہونے سے لے کر چوتھے سفیر (علی بن محمد السمری) کی وفات تک ہے یعنی سنہ 329 ہجری تک، اس زمانے میں شیعہ کے مطابق امام غائب کے ساتھ ان کے شیعہ کا رابطہ خاص سفیروں اور نمائندوں کے ذریعے قائم تھا، اس کے بعد غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوگیا جو کہ آج تک جاری ہے اور کب ختم ہوگا کسی کو معلوم نہیں۔

غیبت کبریٰ:

شیعہ کے بقول سنہ 329 ہجری میں چوتھے سفیر علی بن محمد السمر ی کی وفات کے ساتھ ہی امام غائب کے ساتھ ہر قسم کا رابطہ اختتام پذیر ہو گیا اور یہاں سے غیبت کبریٰ شروع ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ یہ غیبت کب اختتام پذیر ہوگی؟ تو اس کا جواب آج کل کے شیعہ یہ دیتے ہیں کہ جب اللہ کی مرضی ہوگی امام ظاہر ہو جائیں گے، لیکن شیعہ کی کتب میں ان کے ائمۂ معصومین کی ایسی روایات ملتی ہیں جن کے اندر یہ بتایا گیا ہے کہ امام غائب کی غیبت کا زمانہ کتنا ہوگا، یہاں ہمارا موضوع یہ نہیں اس لئے آگے چلتے ہیں۔

قارئین محترم! یہ ہے شیعہ اثنا عشریہ کے امام مہدی (بارہویں امام) کا مختصر تعارف جو ہم نے صرف یہ غلط فہمی زائل کرنے کے لئے پیش کیا کہ اہل سنت والجماعت کے امام مہدی علیہ الرضوان اور شیعہ کے بارہویں امام ایک ہی شخصیت ہیں، یہاں ہمارا مقصد شیعہ کے امام غائب یا ان کے عقیدہ امامت پر بات کرنا نہیں۔

حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "**النهاية في الفتن والملاحم**" میں اُس باب کا عنوان جس میں آپ نے "مہدی" کے بارے میں روایات ذکر کی ہیں یوں لکھا:

"**باب في ذكر المهدي الذي يكون في آخر الزمان وهو أحد الخلفاء الراشدين والأئمة المهديين وليس بالمنتظر الذى تزعم الرافضة وترجتي ظهوره من سرداب في سامراء**" یہ باب ہے اُن مہدی کے بارے میں جو آخری زمانہ میں ہوں گے اور وہ خلفاء راشدین میں سے ایک خلیفہ اور ہدایت یافتہ اماموں میں سے ایک امام ہوں گے، یہ اُس مہدی کے بارے میں نہیں جس کا انتظار روافض کر رہے ہیں اور جس کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ وہ سامراء کی ایک غار سے ظاہر ہوگا۔

(النهاية في الفتن والملاحم، جلد 1، صفحه 43 دار الحديث، القاهرة)

نیز یہی حافظ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر میں سورۃ المائدہ کی آیت 12 کے تحت لکھتے ہیں::

”......المهدي المبشر به في الاحاديث الواردة بذكره أنه يواطيء اسمه اسم النبي ﷺ واسم ابيه اسم ابيه فيملأ الأرض عدلاً وقسطاً كما مُلئت جوراً وظلماً وليس هذا بالمنتظر الذي يتوهم الرافضة وجوده ثم ظهوره من سرداب سامراء ......“ جس مہدی کی احادیث میں ان الفاظ کے ساتھ بشارت دی گئی ہے اس کا نام نبی کریم ﷺ کے نام جیسا اور اس کے والد کا نام آپ ﷺ کے والد جیسا ہوگا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردیگا جیسے وہ (اُس سے پہلے) ظلم وجَور سے بھری ہوگی ، یہ وہ شخصیت نہیں جس کے روافض منتظر ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ موجود ہے اور سامراء سے ایک غار سے اس کا ظہور ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر ، جلد 3 ، صفحه 66 ، دار طيبة ، السعودية)

ہاں یہ نکتہ ذہن میں رہے کہ ”شخصیت“ میں اختلاف کے باوجود اہل سنت اور شیعہ اثناعشریہ دونوں کے نزدیک یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ وہ خاص شخصیت جن کا لقب ”المہدی“ یا جنہیں ”امام مہدی“ کہا جاتا ہے خاندان سادات یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے (مغل برلاس نہیں ہوں گے)، نیز ان کا نام ”مرزا غلام احمد بن مرزا غلام مرتضیٰ“ ہرگز نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے دعوائے مہدیت کی حقیقت

جیسا کہ بیان ہوا، کتب اہل سنت میں مذکور احادیث رسول ﷺ میں قربِ قیامت ظاہر ہونے والے مسلمانوں کے ایک خلیفہ کا ذکر ملتا ہے اور ان کا نام اور خاندان صراحت کے ساتھ بیان بھی ہوا ہے جنہیں مسلمان ''مہدی'' کے نام سے ذکر کرتے ہیں اور حدیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نازل ہونے کے بعد سب سے پہلی نماز انہی امام مہدی کی امامت میں ادا فرمائیں گے (اس کا اقرار خود مرزا نے بھی کیا ہے کہ احادیث میں آیا ہے کہ آنے والا مسیح دوسروں کے پیچھے نماز پڑھے گا۔ملفوظات ج 3 صفحہ 444)، تو اب مرزا نے چونکہ خود مہدی بننا تھا اس لئے سب سے پہلے اس نے یہ جھوٹ بولا کہ محدثین کہتے ہیں کہ وہ تمام روایات جن کے اندر مہدی کا ذکر ہے سب کی سب ضعیف ہیں (حوالے آگے آرہے ہیں) اور پھر اسی صفحے پر سنن ابن ماجہ کی ایک ضعیف روایت کو بہت صحیح لکھ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی جس کے اندر یہ الفاظ ہیں کہ ''لا مهدي الا عيسى بن مريم'' یعنی نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم، لیکن مرزا نے طریقہء واردات یہ اختیار کیا کہ اُس نے صحیح احادیث کو جن کے اندر صاف طور پر امام مہدی علیہ الرضوان کے خاندان اور ان کے نام کا ذکر تھا ضعیف لکھ دیا تا کہ کوئی یہ نہ پوچھے کہ غلام احمد بن حکیم غلام مرتضی قوم مغل برلاس کیسے امام مہدی ہوسکتا ہے؟ اور پھر ابن ماجہ کی اوپر مذکور ضعیف حدیث کو پیش کر کے بھی دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی، وہ اس طرح کہ بالفرض اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس کا ترجمہ ہوگا ''نہیں مہدی مگر عیسیٰ بیٹا مریم کا'' اور مرزا کا نام عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ غلام احمد بن چراغ بی بی ہے، یوں تو آج بھی کوئی امام مہدی ہونے کا دعوی کرے جو مرزا کی طرح مغل برلاس ہو اور اس کا نام کچھ بھی ہو، جب اسے کہا جائے کہ امام مہدی نے تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہونا ہے اور ان کا نام محمد بن عبداللہ ہونا ہے تو وہ کہے کہ حدیث میں ہے ''نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم'' اس سے سوال ہو کہ تم نہ مہدی اور نہ عیسیٰ؟ تو وہ کہے

کہ میں ہی عیسیٰ ہوں لہذا میں ہی مہدی ہوں (یہ ایک مضحکہ خیز استدلال ہے)۔

اب ہم آتے ہیں ''مغل برلاس'' نقلی مہدی کی طرف، مرزا قادیانی نے جب تک خود مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا اس وقت اس نے مہدی کو ایک ''خوفناک کردار'' کے طور پر پیش کیا اور اُس کے بارے میں ''خونی مہدی'' جیسے الفاظ لکھے، پتہ نہیں مرزا قادیانی نے خونی مہدی کا یہ تصور کہاں سے لیا؟ ورنہ اہل سنت والجماعت کی مستند اور صحیح روایات میں کہیں کسی ''خونی مہدی'' کا ذکر نہیں۔

اب آیئے نظر ڈالتے ہیں اس بارے میں مرزا قادیانی کی ''قلابازیوں'' پر، سب سے پہلے مرزا قادیانی کی مختلف تحریرات پیش کی جاتی ہیں، اس کے بعد اُس کے دعوائے مہدیت اور اس کے پیش کردہ دلائل پر بات کریں گے۔

وہ تمام احادیث جن کے اندر مہدی کا ذکر ہے سب ضعیف ہیں (قادیانی)

''وأما احاديث المهدي فأنت تعلم أنها كلها ضعيفة مجروحة ويُخالف بعضها بعضاً، حتى جاء حديث في ابن ماجه وغيره من الكتب أنه لامهدي الا عيسىٰ بن مريم فكيف يُتّكأ على مثل هذه الأحاديث مع شدة اختلافها وتناقضها وضعفها، والكلام في رجالها كثير كما لا يخفى على المحدثين. فالحاصل أن هذه الأحاديث كُلّها لا تخلو عن المعارضات والتناقضات، فاعتزل كلها، ورُدّ التنازعات الحديثية الى القرآن واجعله حكماً عليها لتبيّن لک الرشد وتكون من المسترشدين......''

ترجمہ: جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن کے اندر مہدی کے آنے کا ذکر ہے، تُو خوب جانتا ہے کہ وہ تمام احادیث ضعیف اور مجروح ہیں اور ایک دوسرے کی مخالف و معارض ہیں، یہاں تک کہ ابن ماجہ اور دوسری کتابوں میں ایک حدیث یہ بھی موجود ہے کہ ''نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم''، پس احادیث کے اِس شدید اختلاف، تعارض اور ضعف کے ہوتے ہوئے اِن جیسی احادیث پر

کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ ان احادیث کے راویوں پر بہت زیادہ کلام کیا گیا ہے جیسا کہ محدثین پر مخفی نہیں۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام احادیث تعارض وتناقض سے خالی نہیں ہیں اس لئے اِن سب احادیث کو چھوڑ دو اور حدیثی تنازعات کو قرآن پر پیش کرو اور اُسے احادیث پر حَکَم بناؤ تا کہ تم رُشد و ہدایت پانے والے ہو جاؤ۔

(حمامۃ البشریٰ، رخ 7، صفحات 314 تا 315)

مرزا قادیانی نے اپنی اِس تحریر میں بلا استثناء اُن تمام احادیث کو نا قابل اعتبار کہا ہے جن کے اندر ''مہدی'' کے آنے کا ذکر ہے اور اِس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ ایک تو یہ تمام احادیث ضعیف اور مجروح ہیں، اور دوسرا اِن احادیث کے اندر شدید اختلاف اور تعارض پایا جاتا ہے، یعنی مرزا قادیانی کا اصول حدیث یہ ہے کہ اگر مختلف روایات کے درمیان بظاہر تعارض نظر آتا ہو تو وہ تمام روایات نا قابل قبول ہو جاتی ہیں، پھر وہ یہ بھی لکھ رہا ہے کہ اِن تمام احادیث کو چھوڑ کر قرآن کی طرف رجوع کیا جائے اور اُس سے فیصلہ کیا جائے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ''مہدی'' نے آنا ہے یا نہیں آنا؟ اُس کا تعارف کیا ہے؟ اس کی علامات کیا ہوں گی؟، وہ کس خاندان سے ہوگا؟ یہ سب باتیں ہمیں قرآن کریم سے پوچھنا ہوں گی، مرزا قادیانی تو دنیا میں نہیں رہا، کیا اُس کا کوئی پیروکار قرآن کریم کی وہ آیت دکھا سکتا ہے جس کے اندر یہ ذکر ہو کہ ''ایک مہدی'' نے آنا ہے؟۔

پھر ایک جگہ یوں لکھتا ہے:۔

''میں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں ہیں اسی وجہ سے اِمامین حدیث (یعنی امام بخاریؒ و مسلمؒ۔ ناقل) نے ان کو نہیں لیا''۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3، صفحہ 406)

یہ بھی مرزا قادیانی کا خود ساختہ اصول ہے کہ جو روایت بخاری و مسلم میں نہ ہو اسے وہ ضعیف کہتا ہے ورنہ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے ہرگز کہیں نہیں لکھا کہ جو روایت ہم نے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کی وہ ضعیف ہے، مرزا کی تحریروں میں ایسا بھی ملتا ہے کہ ایک روایت صحیح مسلم میں تو ہے

لیکن صحیح بخاری میں نہیں لیکن وہ روایت مرزا کو پسند نہیں تو اُس نے لکھ دیا کہ ”اِس روایت کو امام بخاری نے ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے“ (ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 209و210) جبکہ امام بخاریؒ نے ہرگز نہیں فرمایا کہ میں نے اس روایت کو ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے، بہرحال مرزا اُن تمام روایات کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل دے رہا ہے کہ ایسی روایات بخاری و مسلم میں نہیں ہیں لہذا ضعیف اور نا قابل قبول ہیں۔

اب مرزا قادیانی کی یہ تحریر ملاحظہ فرمائیں:۔

”میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مَیں وہ مہدی ہوں جو مصداقِ من ولد فاطمة ومن عترتي وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کے لئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی اُن میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر افترا اِن حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افترا نہیں ہوا“ ......(پھر چار سطریں چھوڑ کر یہ لکھا)...... ”مگر در اصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ لا مهدي الا عيسى یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے“۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ 21، صفحہ 356)

مرزا قادیانی پر سوال ہوا تھا کہ احادیث میں تو آتا ہے کہ ”مہدی“ آنحضرت ﷺ کی عترت اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے اور یہ بھی آتا ہے کہ اُن کا نام اور اُن کے والد کا نام آنحضرت ﷺ جیسا ہوگا، اور تم نہ عترتِ رسول ﷺ اور نہ تمہارا نام محمد بن عبداللہ، پھر تم کیسے مہدی ہوئے؟، تو اُس کا جواب دیتے ہوئے مرزا نے یہ تحریر لکھی جس میں یہ اقرار کیا کہ میرا دعویٰ وہ مہدی ہونے کا ہرگز نہیں جس کے بارے میں احادیث میں آیا

ہے کہ وہ اہل بیت رسول ﷺ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا، میرا دعویٰ تو صرف مسیح موعود ہونے کا ہے، یہاں مرزا نے ایک جھوٹ بھی بولا کہ ''تمام محدثین کہتے ہیں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح ہیں اور اُن میں سے ایک بھی صحیح نہیں...... نیز بڑے بڑے علماء اہل سنت یہ کہتے آئے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں''، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مرزا کا صریح جھوٹ ہے کہ تمام محدثین کہتے ہیں کہ اِن میں سے ایک بھی حدیث صحیح نہیں **لعنة الله علی الکاذبین** ۔پھر یہیں مرزا نے حسب عادت اپنی ''عیاری'' دکھائی ہے اور قلابازی کھائی ہے، لکھتا ہے کہ ''اور اِن حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ **لا مهدي الا عيسى** یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے''، غور فرمائیں مرزا کے دجل وفریب پر ابھی خود لکھ رہا تھا کہ تمام محدثین کہتے ہیں کہ مہدی موعود کے بارے میں ایک بھی حدیث صحیح نہیں، نیز اُس نے یہ بھی لکھا کہ چونکہ مہدی کی روایات صحیح بخاری وصحیح مسلم میں نہیں اس لئے ضعیف ہیں، اور یہیں کھڑے کھڑے ابن ماجہ کی اِس حدیث کو صرف صحیح نہیں بلکہ ''بہت صحیح'' بھی لکھ رہا ہے جس میں صراحت کے ساتھ لفظ ''مہدی'' مذکور ہے (حقیقت میں ابن ماجہ کی اس روایت کے مجروح اور ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا، نیز اگر اس حدیث کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو بھی یہ مرزا کے کسی کام کی نہیں کیونکہ وہ عیسیٰ بن مریم نہیں بلکہ غلام احمد بن چراغ بی بی ہے اور اِس حدیث میں مریم کے بیٹے عیسیٰ کے مہدی ہونے کا ذکر ہے)۔

اب مرزا قادیانی کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں:۔

''اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنے والے کی نسبت پیشگوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اس کے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک مہدی کے لفظ سے مراد محمّد بن عبداللہ ہے جس کی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں سلطان مشرق رکھا گیا ہے جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ اگر ایمان ثریا سے معلق یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے اس کو لے لیتا اور اسی کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ وہ کھیتی کرنے والا ہوگا۔غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستّہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ممالک شرقیہ میں ظہور لکھا ہے ،مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے''۔

(نشان آسمانی، رخ4، صفحہ 370)

لیجئے! کہیں تو ان تمام احادیث کو مجروح اور ناقابل اعتبار قرار دیا جارہا تھا، اور یہاں صحاح ستّہ کے حوالے سے یہ ثابت کیا جارہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک نہیں بلکہ ''بہت سے'' مہدیوں کی خبر دی ہے، اور پھر نہایت بے باکی سے ایک ساتھ حدیث شریف پر متعدد جھوٹ بولے گئے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی ایسے مہدی کی خبر دی ہے جس کا نام ''سلطان مشرق'' رکھا گیا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ وہ ہندوستان وغیرہ میں ظاہر ہوگا اور اس کا اصل وطن فارس ہوگا، اور پھر یہ لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مہدی کو چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ہم سرِ دست صرف اتنا عرض کریں گے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا ''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے'' کیا مرزا قادیانی کا کوئی پیروکار وہ صحیح حدیثِ رسول ﷺ پیش کرسکتا ہے جس میں یہ بیان ہے کہ ''مہدی فارسی نسل سے ہوگا اور اس کا نام سلطان مشرق ہوگا''؟ کیا کوئی مرزائی محقق اس صحیح حدیث رسول ﷺ کا حوالہ پیش کرسکتا ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے ''مہدی کو چودھویں صدی کا مجدد'' فرمایا ہے؟، اگر کوئی مرزا قادیانی کو ''جہنمی'' ہونے سے بچاسکتا

ہے تو سامنے آئے۔

ایک جگہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا (یعنی مرزا کی بہن۔ناقل) اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کئی مہدی نہیں ہوگا خدا سے براہ راست ہدایت پائے گا جس طرح آدم نے خدا سے ہدایت پائی اور وہ اُن علوم واسرار کا حامل ہوگا جن کا آدم خدا سے حامل ہوا اور ظاہری مناسبت آدم سے اس کی یہ ہوگی کہ وہ بھی زوج کی صورت پیدا ہوگا یعنی مذکر ومؤنث دونوں پیدا ہوں گے جس طرح آدم کی پیدائش تھی کہ اُن کے ساتھ ایک مؤنث بھی پیدا ہوئی تھی یعنی حضرت حوّاء علیہا السلام، اور خدا نے جیسا کہ ابتدا میں جوڑا پیدا کیا مجھے بھی اس لئے جوڑا پیدا کیا کہ تا اوّلیت کو آخریّت کے ساتھ مناسبت تام پیدا ہو جائے''۔

(تریاق القلوب، رخ 15، صفحات 479، 480)

لیجئے! مرزا نے ''نا معلوم'' اہل کشف کا نام لے کر اپنے آپ کو آخری اور ''مہدی خاتم الولایت'' بھی ثابت کر دیا، اور حضرت آدم وحوّاء علیہا السلام کو ''جڑواں'' بھی ثابت کر دیا، اور یہ بھی دعویٰ کر ڈالا کہ میری پیدائش اسی طرح ہوئی جیسے حضرت آدم وحوّاء علیہا السلام کی ہوئی تھی، اور یہ اعلان بھی کر دیا کہ میرے بعد کوئی مہدی نہیں ہوگا، یہ الگ بات ہے کہ اس تحریر میں مرزا نے ''خاتم الاولاد'' کا مفہوم یہ بیان کیا کہ جس کے بعد اس کے ماں باپ کے گھر کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا نہ ہو، اور ''مہدی خاتم الولایت'' کا مفہوم یہ بتایا کہ جس کے بعد اور کوئی مہدی نہ ہو، پھر نہ جانے ''خاتم النبیین'' کا جب یہ مفہوم بیان کیا جائے کہ وہ نبی جن کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو تو مرزا قادیانی کی جماعت کیوں پیچ وتاب کھاتی ہے؟۔

مرزا قادیانی کے جھوٹوں کی بات چلی ہے تو ''مہدی'' کے موضوع سے متعلق مرزا قادیانی کے چند مزید جھوٹ ملاحظہ فرمائیں، ایک جگہ لکھتا ہے:۔

''پھر آپ نے **الآیات بعد المائتین** کہہ کر مہدی موعود کی پیدائش کو تیرھویں صدی قرار دیا''۔

(ایام الصلح، رخ 14، صفحہ 400)

یہاں مرزا نے ایک روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جو سنن ابن ماجہ وغیرہ میں مذکور ہے (دیکھیں: سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 4057)، اگرچہ اِس روایت میں ایک راوی ہے ''**عون بن عمارة العبدی**'' جس کو امام ابوزرعہؒ نے ''منکرالحدیث''، امام ابوحاتمؒ نے ''منکر الحدیث اور ضعیف'' اور امام ابوداودؒ نے بھی ''ضعیف'' کہا ہے (بحوالہ: تهذیب التهذیب، جلد 3، صفحہ 339، مؤسسة الرسالة)، نیز امام ابن جوزیؒ نے اس روایت کے بارے میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ ''**هذا حديثٌ موضوعٌ علىٰ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم**'' یہ حدیث موضوع ہے (الموضوعات لابن الجوزی، جلد 3، صفحہ 198، طبع المکتبة السلفية، مدینه منوره)، اور حافظ ابن کثیرؒ نے بھی لکھا ہے ''**لا یصح**'' یہ حدیث صحیح نہیں ہے (البداية والنهاية، جلد 17، صفحہ 22، طبع دار ابن کثیر)، لیکن اگر یہ روایت بفرض محال صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تو اس میں جو عربی الفاظ ہیں ''**الآیات بعد المائتین**'' ان کا ترجمہ ہے ''نشانیاں دوسو (200) کے بعد ہوں گی'' یہاں ''دوسو'' کا ذکر ہے نہ کہ ''بارہ سو'' کا جسے مرزا قادیانی ''تیرھویں صدی'' بنا رہا ہے، اور نہ ہی یہاں ''مہدی کی پیدائش'' کا کوئی نام ونشان، لیکن مرزا قادیانی انتہائی بے شرمی کے ساتھ اس (موضوع) روایت سے یہ ثابت کر رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس میں یہ خبر دی ہے کہ مہدی موعود کی پیدائش تیرھویں صدی میں ہوگی۔ **لعنة الله علی الکاذبین**۔

ایک اور جگہ تو مرزا قادیانی نے کذب بیانی کی انتہاء کر دی، لکھتا ہے:۔

''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ، رخ 21، صفحہ 359)

یہ بھی مرزا قادیانی کا احادیث شریفہ پر جھوٹ ہے، مرزا کو مرے ہوئے سو سال سے زیادہ ہو چکے لیکن آج تک اس کا کوئی پیروکار ''احادیث صحیحہ'' تو کیا صرف ایک صحیح حدیث بھی ایسی پیش نہیں کر سکا جس میں یہ بیان ہو کہ ''مسیح موعود چودھویں صدی کا مجدد ہوگا''، اور جب تک ایسی صحیح حدیث نہیں ملتی اُس وقت تک مرزا قادیانی پر لعنت برستی رہے گی کیونکہ اُس نے خود لکھا تھا:۔

''خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے''۔

(اربعین نمبر 4، رخ 17، صفحہ 398)

مرزا قادیانی اپنے آپ کو فاطمی اور اہل بیت رسول ﷺ کا فرد بناتا ہے

اب آیئے مرزا قادیانی کے مزید بیانات کا مطالعہ کرتے ہیں، لکھتا ہے:۔

''بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا''......(پھر اس مقام پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے)......''یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے ہے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ **سلمان منا اهل البيت على مشرب الحسن**۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سِلم۔ اور سِلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں۔ یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض و شحناء کو دور کرے گی دوسری بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں

ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اُس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشف حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے"۔

(ایک غلطی کا ازالہ، رخ 18، صفحات 212 و 213)

مرزا قادیانی کی اِس تحریر میں اتنا دجل وفریب اور حماقتیں ہیں کہ اُس کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لئے کئی صفحات درکار ہیں، ہم اس حوالے سے صرف یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا یہ تسلیم کررہا ہے کہ احادیث میں یہ بات بیان ہوئی ہے کہ آنے والے مہدی کا نام محمد یا احمد ہوگا اور وہ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوگا، اور پھر وہ اپنے آپ کو "اہل بیت رسول ﷺ" میں سے ثابت کرنے کے لئے یہ دعویٰ کررہا ہے کہ خواب میں نبی کریم ﷺ نے میرے بارے میں فرمایا ہے کہ "سلمان میرے اہل بیت میں سے ہے" اور یہی نہیں ایک روایت کتب حدیث میں مذکور ہے جس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ "سلمان منا اهل البيت" "سلمان تو ہمارے گھر کے ایک فرد کی طرح ہیں (یہ روایت مستدرک حاکم وغیرہ میں ہے جسے امام ذہبی نے تلخیص المستدرک میں ضعیف بتلایا ہے، دیکھیں مستدرک حاکم، روایت نمبر 6541، جلد 3، صفحہ 691، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت، نیز ان الفاظ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت سلمان بنی ہاشم کے خاندان سے ہیں) لیکن مرزا قادیانی نہایت بے شرمی کے ساتھ لکھ رہا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں بھی سلمان سے مراد میں ہوں، پھر سب کو پتہ ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندان مغل برلاس ہے تو اپنے آپ کو "بنی فاطمہ" بنانے کے لئے پہلے یہ فریب دے رہا ہے کہ میری ایک دادی سادات اور بنی فاطمہ میں سے تھی، پھر یہ دھوکہ دے رہا ہے کہ میرے خدا نے مجھے یہ بتایا ہے کہ (تو مغل برلاس نہیں) بلکہ بنی فارس میں سے ہے، یوں مرزا "مغل برلاس" سے "فارسی" بن گیا، دوسرے مرحلے میں اپنے آپ کو "بنی

اسرائیل‘‘ اور’’بنی فاطمہ‘‘ بنانے کے لئے کسی (نامعلوم) حدیث کا حوالہ دے رہا ہے کہ بنی فارس اصل میں بنی اسرائیل اور اہل بیت ہیں، نیز آخر میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے متعلق اپنا ایک کشف بھی بیان کیا ہے جس کو ہم نے حوالہ مکمل کرنے کے لئے نقل تو کر دیا ہے لیکن یقین کریں ہمارے قلم میں مرزا قادیانی کی طرف سے کی گئی اس توہین اور بے ادبی پر تبصرہ کرنے کی تاب نہیں۔

الغرض! آپ پہلے مرزا قادیانی کی یہ تحریر پڑھ چکے ہیں کہ’’میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمه ومن عترتي وغیرہ ہے‘‘، لیکن یہاں وہ اپنے آپ کو ’’بنی فاطمہ اور اہل بیت رسول ﷺ‘‘ میں سے ثابت کرنے پر مُصِر ہے اور اپنے خودساختہ خوابوں اور کشوف کو دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے۔

مرزائی پاکٹ بک کا ایک شگوفہ

مرزائی پاکٹ بک کے مصنف ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی کا مرزا کو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ثابت کرنے کے لئے لکھا گیا لطیفہ ملاحظہ ہو، لکھتا ہے:۔

’’حضرت مسیح موعود......(یعنی نقلی مسیح مرزا قادیانی۔ناقل) بھی بنی فاطمہ میں سے ہیں کیونکہ آپ کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں‘‘

(مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 653)

اب چونکہ معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی جانتا ہے کہ کسی کا خاندان وہ ہوتا ہے جو اسکے باپ دادا کا ہوتا ہے نہ کہ دادی یا پڑدادی کا ،تو خادم گجراتی نے ایک اور فریب دیا اور لکھا:۔

’’اگر کہو کہ نسل ماں کی طرف سے نہیں بلکہ باپ کی طرف سے چلتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ عام خاندانوں میں ہوتو ہو، مگر خاندان سادات میں ابتداء ہی سے نسل لڑکی کی طرف سے چلتی ہے کیونکہ اس خاندان کی نسل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلی تھی‘‘۔

(مرزائی پاکٹ بک، صفحہ 653)

اب اسے جہالت کہیں یا دجل وفریب کہ پہلے بلا دلیل وثبوت یہ دعویٰ کیا گیا کہ مرزا قادیانی کی دادیوں میں سے بعض دادیاں خاندان سادات میں سے تھیں، پھر یہ دھوکہ دیا جارہا ہے کہ سادات کی نسل لڑکی کی طرف سے چلتی ہے، یعنی اس مرزائی منطق کی رو سے اگر ایک سیّدہ عورت (یعنی ہاشمیہ) کا نکاح کسی غیر سیّد (غیر ہاشمی) مرد کے ساتھ ہو جائے تو ان کی ہونے والی اولاد ''سیّد'' اور ''ہاشمی'' ہوگی کیونکہ ماں سیّد ہے، اب ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر ایک سیّد مرد کا کسی غیر سیّد عورت کے ساتھ نکاح ہو جائے تو ان کی ہونے والی اولاد سیّد ہوگی یا نہیں؟ کیا سادات کی نسل ماں اور باپ دونوں طرف سے چلتی ہے؟ پھر اس مرزائی مربی کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ''سادات'' صرف حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد میں منحصر نہیں بلکہ ان تمام بنی ہاشم کی اولاد کو سادات ہی کہا جاتا ہے جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور اس میں حضرت علی، حضرت عقیل، حضرت جعفر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم سب کی اولاد شامل ہے (دیکھیں: صحیح مسلم، روایت نمبر **2408**، **كتاب فضائل الصحابة، بات من فضائل علي بن ابي طالب رضى الله عنه وغيره من الكتب** / اور شیعہ کتاب: **كشف الغمة في معرفة الائمة**، ج1 ص**44**)، پھر حدیث کے اندر حضرت مہدی علیہ الرضوان کو ''ولد فاطمہ'' سے بتایا گیا ہے یعنی وہ حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہوں گے اور ظاہر ہے حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد ان کے بیٹوں سے چلی ہے نہ کہ بیٹیوں سے، لیکن قادیانی منطق کا یہ کمال ہے کہ حسب ضرورت بیک وقت کسی کو سیّد بھی، فارسی بھی، مغل برلاس بھی، اسرائیلی بھی اور چینی بھی بنا سکتی ہے۔

مرزا کا اقرار کہ آنے والے مہدی کا نام ''محمد بن عبداللہ'' ہوگا

آنے والے مہدی کا نام کیا ہوگا؟ مرزا قادیانی کی ایک اور تحریر ملاحظہ فرمائیں:۔

''اور جب تم اشد سرکشیوں کی وجہ سے سیاست کے لائق ٹھہر جاؤ گے تو محمد بن عبداللہ ظہور کرے گا جو مہدی ہے''

(ازالہ اوہام، رخ3، صفحہ 409)

مرزا کا خونی مہدی اور خونی مسیح

اب ملاحظہ فرمائیں اپنے آقا انگریز کی حکومت کے بارے میں لکھتا ہے:۔

’’میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اِس سلطنت (یعنی انگریزی حکومت۔ناقل) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا‘‘۔

(تریاق القلوب، رخ 15، صفحات 155و156)

یہ ایک الگ موضوع ہے کہ مرزا قادیانی نے غاصب انگریزوں کے خلاف مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے طرح طرح سے کوششیں کیں، وہ ظالم انگریزوں کے خلاف لڑائی کو ’’غدر اور بغاوت‘‘ کہا کرتا تھا اور وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اس کا خاندان انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا اس لئے ہمیشہ انگریزوں کی مدد کرتا رہتا تھا،لیکن یہاں آپ اِن دو الفاظ پر غور کریں ’’مہدی خونی اور مسیح خونی‘‘، یہ الفاظ مرزا قادیانی کے ایجاد کردہ ہیں اہل سنت کی کسی کتاب میں ایسے الفاظ کہیں نہیں پائے جاتے۔

صحیح بخاری پر مرزا قادیانی کا ایک جھوٹ

آخر میں مرزا قادیانی کا یہ بیان بھی پڑھ لیں:۔

’’اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے اُن حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی** اب سوچو یہ حدیث کس پایہ

اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے''۔

(شہادۃ القرآن، رخ6، صفحہ 337)

پہلے مرزا قادیانی کا یہ بیان گذار کہ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے مہدی کے بارے میں کوئی روایت ذکر نہیں کی، یہاں مرزا لکھ رہا ہے کہ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ آخری زمانہ میں ایک خلیفہ کے بارے میں آسمان سے آواز آئے گی کہ ''یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے'' اور مرزا کسی معترض کو جواب دیتے ہوئے لکھ رہا ہے کہ یہ حدیث بڑے پائے اور مرتبہ کی ہے کیونکہ یہ اس کتاب میں ہے جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے (یعنی صحیح بخاری)۔

ہم اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ صحیح بخاری میں ایسی کوئی روایت سرے سے موجود ہی نہیں یہ مرزا قادیانی کا صحیح بخاری پر جھوٹ ہے، آپ کہیں گے کہ ہم اسے جھوٹ کیوں کہہ رہے ہیں یہ مرزا کی بُھول اور غلطی بھی ہوسکتی ہے، ممکن ہے اُس نے غلطی سے کتاب کا نام غلط لکھ دیا ہو، مرزائی پاکٹ بک میں بھی یہ جواب دیا گیا ہے کہ ''فلاں فلاں مصنف نے ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے جو کہ ٹھیک نہیں لہذا اگر مرزا صاحب نے بھی غلطی سے یہ حوالہ دے دیا تو اس میں اعتراض والی کیا بات ہے؟ جبکہ خود مرزا صاحب نے دوسری جگہ صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ امامین یعنی بخاری و مسلم نے مہدی کے بارے میں کوئی بھی روایت ذکر نہیں کی تو ثابت ہوا کہ یہ بھول ہے اور انبیاء سے بھول ہوسکتی ہے وغیرہ'' تو عرض ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کا نبی ہے اور اللہ اسے ایک لمحے کے لئے بھی غلطی پر نہیں رکھتا (ترجمہ عربی تحریر: نور الحق، رخ8، صفحہ 272) نیز اُس نے خود لکھا تھا کہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے (اعجاز احمدی، رخ19، صفحہ 133) مرزا نے اپنی کتاب ''شہادۃ القرآن'' شائع کی سنہ 1893ء میں، اس کے بعد وہ تقریباً پندرہ سال زندہ رہا لیکن اُسے یہ پتہ نہ چلا کہ اُس نے یہ حوالہ غلط دیا ہے اور آج تک اس کی کتاب میں یہ حوالہ اسی طرح موجود ہے اگر اُس نے تصحیح کروادی ہوتی تو آج اس کی کتاب میں حوالہ بدل دیا جاتا جیسے

مرزا بشیر احمد کی کتاب ''سیرۃ المہدی'' کے نئے ایڈیشن میں جماعت مرزائیہ نے بعض جگہ تبدیلی کی ہے اور وجہ یہ بتائی ہے کہ مرزا بشیر احمد نے اپنی زندگی میں یہ ہدایت جاری کر دی تھی کہ فلاں جگہ لفظ تبدیل کر دیے جائیں، اور رہی یہ بات کہ مرزا نے دوسری جگہ لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے مہدی کے بارے میں کوئی روایت ذکر نہیں کی تو مرزا کی وہ تحریر ازالہ اوہام میں ہے (جس کا حوالہ پہلے گذرا) اور ازالہ اوہام سنہ 1891ء میں شائع ہوئی یعنی شہادۃ القرآن سے پہلے، اور مرزا صحیح بخاری کا حوالہ دے رہا ہے شہادۃ القرآن میں جو 1893ء میں شائع ہوئی اب مرزائی مربی بتائیں کہ مرزا کا پہلے والا بیان ٹھیک ہے یا بعد والا؟۔

اہل سنت کے موقف کے بارے میں مرزا کا جھوٹ

دوستو! آپ نے شروع میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے متعلق اہل سنت اور شیعہ اثنا عشریہ دونوں کا موقف تفصیل کے ساتھ پڑھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ شیعہ کے مطابق اُن کے بارہویں امام پیدا ہو چکے ہیں اور کسی نا معلوم مقام پر روپوش ہیں اور کسی وقت ظاہر ہوں گے وہی امام مہدی ہیں، جب کہ اہل سنت کی کتب حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں، لیکن قادیانی جعلی مہدی مرزا غلام احمد کو یہ تک پتہ نہیں تھا کہ اہل سنت کا امام مہدی کے متعلق کیا اعتقاد ہے، غور سے پڑھیں کیا لکھ رہا ہے:۔

''یہ بات یاد رہے کہ شیعہ لوگ امام محمد مہدی کی نسبت بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ زندہ ہونے کی حالت میں ہی ایک غار میں چھپ گئے اور مفقود ہیں اور قریب قیامت ظاہر ہوں گے اور سنت جماعت (یعنی اہل سنت۔ناقل) کے لوگ ان کے اس خیال کو باطل تصور کرتے ہیں اور یہ حدیثیں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سو برس کے بعد کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ سو سُنت جماعت (یعنی اہل سنت۔ناقل) کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد مہدی فوت ہو گئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہی کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے

نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3، صفحات 343 و 344)

جہاں تک شیعہ عقیدے کا تعلق ہے وہ مرزا نے ٹھیک بیان کیا ہے، لیکن اس کے مقابلے میں اہل سنت (جسے مرزا نے سنت جماعت کے لفظ کے ساتھ ذکر کیا ہے) کا موقف بیان کرنے میں مرزا نے کذب بیانی سے کام لیا ہے، اہل سنت کا ہرگز یہ مذہب نہیں کہ امام محمد مہدی پیدا ہوئے تھے اور فوت ہوگئے اور آخری ایام میں انہی کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسی حدیث ہے کہ "کوئی سو برس تک زندہ ہی نہیں رہ سکتا" ورنہ کسی انسان کی عمر سو سال سے زیادہ نہ ہوتی، یہ بات بھی غور طلب ہے کہ مرزا خود امام مہدی کا نام "محمد مہدی" بتا رہا ہے اور لکھ رہا ہے کہ آخری زمانہ میں جو بھی مہدی آئے گا وہ اسی نام کا ہوگا، نیز اس تحریر کے آخر میں مرزا نے یہ بات بھی لکھی ہے کہ "محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے"، مرزا قادیانی تو اب نہیں رہا، ہم مرزا کی جماعت سے ان محققین کے نام نہیں پوچھتے صرف یہ سوال کرتے ہیں کہ ان محققین کی بات سے مرزا یا اس کی جماعت کو اتفاق ہے یا نہیں؟ سوچ کر جواب دیجیئے گا۔

مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت کی بنیاد کیا ہے؟

قارئین محترم! مرزا قادیانی کی چند تحریریں آپ نے ملاحظہ فرمائیں، ایک طرف تو اُس نے صاف لکھا کہ مہدی کے بارے میں جس قدر روایات ہیں سب مجروح اور ضعیف ہیں اُن میں سے ایک بھی صحیح نہیں، کہیں لکھا کہ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے یہ روایات اس لئے ذکر نہیں کیں کیونکہ یہ ضعیف تھیں، کہیں لکھا کہ صحاح ستہ میں بہت سے مہدیوں کی خبر دی گئی ہے (ذہن میں رہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم بھی صحاح ستہ میں شامل ہیں)، کہیں یہ بیان دیا کہ مہدی کے بارے میں ابن ماجہ کی ایک روایت نہایت صحیح ہے، کہیں لکھا کہ میں وہ مہدی نہیں ہوں جس کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ وہ آنخضرت ﷺ کی عترت اور بنی فاطمہؓ میں سے ہوگا، اور پھر کہیں اپنے آپ کو "مغل برلاس" سے فاطمی اور اہل بیت رسول ﷺ ثابت کرنے کے لئے مضحکہ خیز کشوف اور

خوابوں کا سہارا لیتا ہے، کہیں یہ دعویٰ کرتا نظر آتا ہے کہ میرا مقصد مسلمانوں کے دلوں سے ''خونی مہدی اور خونی مسیح'' کا تصور ختم کرنا ہے، اور آپ نے دیکھا کہ اُسے امام مہدی کے متعلق اہل سنت کے موقف کے بارے میں بھی صحیح علم نہیں، دراصل یہ تضاد بیانی اور موقع پرستی مرزا قادیانی کا خاصہ تھا، وہ پوری زندگی اپنے دعوے بھی بدلتا رہا اور اپنے بیانات بھی، بہرحال اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ وہ ''امام مہدی'' ہے، مرزا کے اس دعوے کی بنیاد کیا ہے؟ اُسے کہاں سے پتہ چلا کہ کسی امام مہدی نے آنا ہے؟ خود اس کے بقول جن روایات میں کسی مہدی کے آنے کا ذکر ہے وہ سب ضعیف اور مجروح ہیں اور ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں، اور اس کا یہ کہنا بھی ہے کہ محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر بھی نہیں، تو پھر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا قادیانی یہ کہتا کہ کسی مہدی نے نہیں آنا یہ سب کہانیاں ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُس نے ''امام مہدی'' ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اپنے خدا کا ایک الہام یوں بیان کیا:۔

''وبشرني وقال ان المسيح الموعود الذي يرقبونه والمهدي المسعود الذي ينتظرونه هو انت'' خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا اُنہیں انتظار ہے وہ تُو ہے۔

(تذکرہ، صفحہ 209، طبع چہارم)

غور طلب بات یہ ہے کہ مہدی کے بارے میں تمام روایات بقول مرزا ناقابل اعتبار اور ضعیف ہیں، لیکن مرزا کا خدا اُسے یہ بشارت دے رہا ہے کہ جس مہدی کا انتظار مسلمان کر رہے ہیں وہ تُو ہے یعنی مرزا کا خدا (جس کا نام مرزا نے ''یلاش'' بتایا ہے۔ تذکرہ صفحہ 310، طبع چہارم) اُن روایات کی تصدیق کر رہا ہے جن کے اندر مہدی کے آنے کا ذکر ہے، اِس طرح مرزا کا اپنے خدا کے ساتھ بھی اختلاف ہو گیا۔

روایت ''لا المهدي الا عيسىٰ'' اور مرزا قادیانی

مرزا قادیانی کی تحریرات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ وہ اُن روایات سے جان چھڑانے کے لئے کوشاں رہتا تھا جن کے اندر ایک خاص شخصیت ''مہدی'' کے ظاہر ہونے کا بیان ہے، اور اُس نے بار بار لکھا کہ اُن روایات میں سے جن کے اندر مہدی کا ذکر ہے ایک بھی صحیح نہیں اور اسی وجہ سے امام بخاریؒ و مسلمؒ نے ایسی کوئی روایت اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کی، لیکن دوسری طرف مرزا قادیانی کی یہ بھی ضد ہے کہ اسے ''مہدی معہود'' تسلیم کیا جائے، آج بھی جماعت مرزائیہ مرزا قادیانی کو ''مسیح موعود و مہدی معہود'' کے الفاظ کے ساتھ یاد کرتی ہے، ایک عام آدمی کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر مرزا نے یہ ''مہدی'' کا تصور کہاں سے لیا؟ اسے کیسے علم ہوا کہ کسی ''مہدی'' نے آنا ہے؟ کیا مرزا نے یہ بات ضعیف اور مجروح روایات سے لی؟، اس سوال کا جواب تو مرزا کا کوئی پیروکار ہی دے سکتا ہے۔

لیکن ہم مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جب مرزا کے دل میں ''مسیح'' کے ساتھ ''مہدی'' بننے کا خیال بھی آیا تو اُس نے اُن تمام روایات میں سے جنہیں وہ ''مجروح و مخدوش اور ضعیف'' لکھا چکا تھا ایک روایت ایسی تلاش کی جو اس کے مطابق ''بہت صحیح'' تھی، لیکن نہ مرزا قادیانی نے اور نہ ہی اس کی جماعت مرزائیہ نے کبھی یہ سوچا کہ بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو اس روایت میں بھی حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے، اس روایت میں صراحتاً تو کیا اشارتاً بھی کوئی ذکر نہیں کہ ''غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ و مسماۃ چراغ بی بی'' مہدی ہے، آیئے ہم مختصر طور پر اس روایت کا جائزہ لیتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کو ''امام مہدی'' ثابت کرنے کے لئے یہ روایت بڑے زور و شور کے ساتھ پیش کی جاتی ہے ۔

سنن ابن ماجہ میں ایک روایت مذکور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

''حدّثنا يونس بن عبدالأعلىٰ حدّثنا محمد بن ادريس الشّافعي

حدّثني محمد بن خالد الجَنَدي عن أبان بن صالح عن الحسن عن أنس بن مالک أنَّ رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : لا یزداد الأمر الّا شِدَّة ولاالدنیا الا اِدباراً ولا الناس الا شُحّاً ولا تَقُوم الساعة الا علی شِرار الناس ولاالمهدِيُّ الا عِیسیٰ بنُ مریمَ '' ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: معاملہ میں شدت بڑھتی جائے گی اور دنیا میں ادبار (افلاس اور اخلاق رذیلہ) بڑھتا ہی جائے گا، لوگ بخیل سے بخیل تر ہوتے جائیں گے، اور قیامت انسانیت کے بدترین افراد پر قائم ہوگی، مہدی نہیں ہوں کے مگر مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام)۔

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: 4039)

یہ روایت سنن ابن ماجہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی ملتی ہے لیکن چونکہ تمام کتابوں میں اس کی سند ''محمد بن ادریس الشافعی'' سے آگے ایک ہی ہے اس لئے ہم صرف سنن ابن ماجہ کی روایت پر ہی بات کریں گے۔

مرزا قادیانی کا اقرار کہ اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے

اس سے پہلے کہ ہم اس روایت اور اس کی سند پر محدثین اور ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال پیش کریں، یہ بتانا ضروری ہے کہ فریق مخالف یعنی مرزا قادیانی کو بھی یہ تسلیم ہے کہ اس روایت کی صحت کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے، صرف دو حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے ایک مرید ''محمد منظور الٰہی'' نے مرزا قادیانی کی باتوں کو (جسے ملفوظات کا نام دیا جاتا ہے) ''المہدی'' کے نام سے سلسلہ وار شائع کرنا شروع کیا تھا، اس سلسلے کے پہلے شمارے میں مرزا کی یہ بات نقل کرتا ہے کہ:۔

''جیسے مثلاً لا مهدي الا عیسیٰ والی حدیث۔ گو محدثین اس پر کلام کرتے ہیں، لیکن مجھ پر خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے''

(المہدی، صفحہ 36، مرتبہ محمد منظور الٰہی، شائع کردہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

یعنی مرزا قادیانی خود اعتراف کرتا ہے کہ اس روایت کی صحت پر محدثین نے کلام کیا ہے، اور چونکہ مرزا کے پاس اُن محدثین کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا اس لئے اُس نے وہی پرانا ہتھیار استعمال کیا کہ مجھے میرے خدا نے بتایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

؎ جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

اسی طرح ایک جگہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں نواب صدیق حسن خانؒ کی کتاب ''حجج الکرامة فی آثار القیامة'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ:۔

''پھر صفحہ ۳۸۵ میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ نے اَنس سے یہ حدیث بھی لکھی ہے جس کو حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے کہ **لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم** یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں پھر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مہدی کا آنا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ میں (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں ہیں اسی وجہ سے امامین حدیث (یعنی بخاریؒ و مسلمؒ۔ ناقل) نے ان کو نہیں لیا۔ اور ابن ماجہ اور مستدرک کی حدیث ابھی معلوم ہو چکی ہے کہ عیسیٰ ہی مہدی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ہم اس طرح پر تطبیق کر دیں کہ جو شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا احادیث میں لکھا گیا ہے اپنے وقت کا وہی مہدی اور وہی امام ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی اور مہدی بھی آوے اور یہی مذہب حضرت اسمٰعیل بخاری کا بھی ہے (یعنی امام بخاریؒ، مرزا کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام بخاری کا نام ''اسماعیل'' نہیں بلکہ محمد بن اسماعیل بخاری ہے۔ ناقل) کیونکہ ان کا اگر بجز اس کے کوئی اور اعتقاد ہوتا تو ضرور وہ اپنی حدیث میں ظاہر فرماتے......''

(ازالہ اوہام حصہ دوم، رخ 3، صفحہ 406)

ہمارا مقصد یہ حوالہ پیش کرنے کا صرف اتنا تھا کہ مرزا قادیانی نے نواب صدیق حسن خانؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حدیث ''**لا مهدی الا عیسیٰ**'' ضعیف ہے، اور اس پر مرزا قادیانی نے نواب صاحبؒ سے اختلاف نہیں کیا بلکہ خود یہ لکھ کر کہ ''مہدی کی خبریں ضعف سے خالی

نہیں'' اس حدیث کو ضعیف تسلیم کیا ہے، لیکن چونکہ یہاں بھی مرزا نے فریب دینے کی کوشش ہے اس لئے ہم مختصر تبصرہ کر کے آگے چلیں گے۔

پہلی بات یہ کہ نواب صدیق حسن خانؒ نے ''حجج الكرامة في آثار القيامة'' کے صفحہ 385 پر اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے جو مرزا نے ذکر نہیں کی، پھر مرزا نے ''لا مهدي الا عيسىٰ'' کے اردو ترجمہ میں اپنی طرف سے لکھا ''یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں''، جبکہ روایت کے الفاظ میں ''موعود'' کا لفظ کہیں نہیں بلکہ ''حضرت مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہما السلام'' کا ذکر ہے، اس کے بعد مرزا نے نواب صدیق حسن خانؒ کی طرف سے اس روایت کی دوسری روایات کے ساتھ دی گئی تطبیق تو ذکر نہیں کی (نواب صاحب نے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ ''اس کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ مہدی کامل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ نبی بھی ہیں اس لئے وہ حضرت مہدی علیہ الرضوان سے بلاشبہ زیادہ کامل مہدی ہیں، پھر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ بفرض صحت اس حدیث میں تاویل کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ یہ ظاہری طور پر احادیث متواترہ کے مخالف نظر آتی ہے، پھر آگے نواب صاحب نے اسی صفحہ پر اس روایت کو ضعیف بھی ثابت کیا ہے) لیکن مرزا قادیانی نے اپنی تطبیق پیش کرتے ہوئے لکھا کہ ''جو شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا احادیث میں لکھا گیا ہے اپنے وقت کا وہی امام ہے''، ان الفاظ کے ساتھ مرزا نے اپنا مشہور زمانہ دھوکہ دیا ہے، کیونکہ کسی حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں کہ کوئی دوسرا شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا ہے، اور پھر مرزا نے امام بخاریؒ کا نام ''حضرت اسماعیل بخاری'' لکھا، جبکہ امام صاحب کا نام ''محمد'' ہے اور ''اسماعیل'' آپ کے والد گرامی کا نام ہے، اور یہیں مرزا نے امام بخاریؒ پر ایک جھوٹ بھی بولا کہ ان کا بھی یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہیں، جبکہ امام بخاریؒ نے ہرگز ایسی کوئی بات کہیں نہیں فرمائی اور نہ ہی ''لا مهدي الا عيسىٰ'' والی روایت انہوں نے اپنی صحیح میں کہیں ذکر کی، مرزا لکھتا ہے کہ ''اگر امام بخاری کا اس کے علاوہ کوئی اور اعتقاد ہوتا تو وہ ضرور اپنی حدیث میں ظاہر فرماتے''، میں مرزا

سے کہتا ہوں کہ اگر امام بخاریؒ کا یہ اعتقاد ہوتا تو وہ ''لا مھدي الا عیسیٰ'' والی روایت ضرور اپنی کتاب میں ذکر فرماتے۔ تو یہ تھے مرزا قادیانی کے چند دھوکے، اب ہم واپس آتے ہیں اور اس روایت پر اصول حدیث کی رو سے بات کرتے ہیں۔

روایت ''لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم'' کے بارے میں ائمہ حدیث کی آراء

سب سے پہلے ہم اس روایت کے بارے میں چند ائمہ حدیث کی آراء ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد ہم اس کی سند پر بات کریں گے۔

شارح مشکوٰۃ مُلّا علي القاریؒ

لکھتے ہیں ''ثم اعلم أن حدیث : لا مھدي الا عیسیٰ ابن مریم ضعیف باتفاق المحدثین'' جان لو کہ ''لا مھدي الا عیسیٰ'' والی حدیث کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد 10، صفحہ 101، بیروت)

علامہ محمد بن علي الشوکانيؒ

''لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم : قال الصغاني موضوع'' اس حدیث کے بارے میں امام صغانیؒ (حسن بن محمد الصغانی، وفات 650ھ) نے کہا ہے کہ یہ موضوع (من گھڑت) حدیث ہے۔

(الفوائد المجموعة فی الاخبار الموضوعة، صفحہ 439، المکتب الاسلامی)

نوٹ: امام صغانیؒ نے یہ بات اپنی کتاب ''الدُر المُلتقط فی تبیین الغلط'' میں ذکر کی ہے

(الدر المُلتقط، صفحہ 34، روایت نمبر 44، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت)

امام شمس الدین ذھبیؒ

''لا مھدي الا عیسیٰ بن مریم، وھو خبر مُنکر أخرجه ابن ماجة'' یہ

روایت منکر ہے جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

(میزان الاعتدال، جلد 4، صفحہ 107 ، مؤسسة الرسالة، ترجمة محمد بن خالد جَنَدی)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ

”والحديث الذی فيه لا مهدي الا عيسیٰ بن مريم رواه ابن ماجة وهو حديث ضعيف“ وہ حدیث جس میں ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم اور جو ابن ماجہ نے روایت کی ہے ضعیف ہے۔

(منهاج السنة النبوية، جلد 4 صفحات 101 و 102، و جلد 8 صفحه 256)

علامه محمد عبدالعزیز فرهاریؒ

یہ بیان کرتے ہوئے کہ احادیث متواترہ میں یہ بات آئی ہے کہ مہدی اہل بیت میں سے ہوں گے اور وہ زمین میں حکمرانی بھی کریں گے اور ان کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوگی، آگے بیان کرتے ہیں کہ اِن متواتر روایات کے خلاف اگر کوئی روایت ہے تو وہ صحیح نہیں، اور انہی روایات میں سے ”لا مهدي الا عيسیٰ“ والی روایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

”وكذا ما قِيل أنه عيسیٰ عليه السلام بن مريم مستدلاً بحديث لامهدي الا عيسیٰ بن مريم لأن الحديث لا يصح ......“ اسی طرح جو یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی تو حضرت عیسیٰ بن مریم ہی ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ بن مریم (تو یہ استدلال بھی صحیح نہیں) کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

(النبراس فی شرح شرح العقائد، صفحه 667، طبع آستانه)

اِس روایت کی سند کا مفصل جائزہ

آیئے اب اس روایت کی سند پر بات کرتے ہیں، اس روایت میں ایک راوی ہے ”محمد بن خالد الجَنَدی الصنعاني“ اس کے بارے میں امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:۔

”قال ابوالفتح الازدي : مُنكر الحديث، وقال الحاكم: مجهول ،

قلتُ : هو صاحب الحديث المُنكَر : لا مهدي الا عيسیٰ بن مريم ''ابوالفتح ازدی کہتے ہیں: یہ منکرالحدیث ہے (یعنی منکر حدیثیں روایت کیا کرتا تھا)، امام حاکمؒ کہتے ہیں: یہ مجہول ہے، میں کہتا ہوں (یعنی امام ذہبیؒ کہتے ہیں) کہ اسی راوی نے یہ منکر حدیث روایت کی ہے **لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم**۔

(تاریخ الاسلام للذهبی، جلد **4**، صفحات **1193** و **1194**، دار الغرب الاسلامی)

امام جرح وتعدیل حافظ جمال الدین مزیؒ لکھتے ہیں:۔

''**وقال الحافظ البيهقي : هذا حديث تَفَرَّد به محمد ابن خالد الجَنَدي ، قال ابوعبدالله الحافظ : محمد بن خالد رجل مجهول، واختلفوا في اسناده** ......'' امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث (یعنی **لا مهدي الا عيسیٰ**) صرف محمد بن خالد جَنَدی نے روایت کی ہے، ابوعبداللہ الحافظ (یعنی امام حاکمؒ) نے فرمایا ہے کہ: محمد بن خالد ایک مجہول شخص ہے، نیز اس روایت کی سند میں اختلاف بھی ہے (جس راوی سے محمد بن خالد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اسکا نام **ابان بن صالح** ہے اور کہیں **ابان بن ابی عیاش** ہے۔ناقل)۔

(تهذیب الکمال، جلد **25**، صفحه **149**، طبع مؤسسة الرسالة)

پھر آگے لکھتے ہیں:۔

''**قال البيهقي: فرجع الحديث الى رواية محمد بن خالد الجَنَدي ، وهو مجهول، عن أبان بن أبي عياش وهو متروك**............ **والأحاديث في التنصيص على خُروج المهدي أصح اسناداً وفيها بيان كونه من عترة النبي** ﷺ'' امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث محمد بن خالد جَنَدی کی طرف لوٹتی ہے اور وہ مجہول راوی ہے، اور (ایک روایت میں۔ناقل) وہ ابان بن ابی عیاش سے روایت کرتا ہے جو کہ متروک راوی ہے......(آگے لکھتے ہیں)...... وہ احادیث جن کے اندر خروج مہدی کا ذکر ہے ان کی

سندیں زیادہ صحیح ہیں اور ان (صحیح روایات میں۔ناقل) میں یہ بیان ہوا ہے کہ مہدی آنحضرت ﷺ کی عترت سے ہوں گے۔

(تہذیب الکمال، جلد **25**، صفحہ **150**)

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:۔

''قال أبوالحسين محمد بن الحسين الآبري في كتاب مناقب الشافعي : محمد بن خالدهذا غير معروف عند أهل الصّناعة من أهل العلم والنقل، وقد تواترت الأخبار واستفاضت عن رسول الله ﷺ بذِكر المهدي، وأنه من أهل بيته ، وأنه يملك سبع سنين، وأنه يملأ الارض عدلاً ، وأن عيسىٰ يخرج فيساعده على قتل الدجّال ، وأنه يؤم هذه الأمة، ويُصلي عيسىٰ خلفه، وقال البيهقي : تفرّد به محمد بن خالد هذا ، وقد قال الحاكم أبوعبدالله : هو مجهول '' محمد بن حسن آبریؒ نے مناقب الشافعیہ میں فرمایا ہے کہ یہ محمد بن خالد (الجَندی) اہل علم اور اہل نقل کے نزدیک غیر معروف ہے (یعنی مجہول ہے۔ناقل) ، جبکہ مہدی کا ذکر تو آنحضرت ﷺ کی متواتر احادیث میں وارد ہوا ہے،جن میں یہ بیان ہوا ہے کہ مہدی آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوں گے ، وہ سات سال تک حکومت بھی کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے،اور یہ بھی بیان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے خروج کے بعد دجّال کو قتل کرنے میں وہ ان کی مدد بھی کریں گے،اور وہ (مہدی علیہ الرضوان) اس امت کی امامت بھی فرمائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے،اور امام بیہقیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت صرف محمد بن خالد نے روایت کی ہے اور امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ وہ مجہول ہے۔

(المنار المنیف فی الصحیح والضعیف، صفحہ **142**)

اس کے بعد حافظ ابن قیمؒ نے وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن کے اندر ''حضرت مہدی علیہ الرضوان'' کا ذکر ہے اور پھر ان لوگوں کا رد کرتے ہوئے جو **''لا مھدی الا عیسیٰ''**

والی روایت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں لکھتے ہیں:۔

’’واحتجّ اصحاب هذا بحديث محمد بن خالد الجَندي المتقدم، وقد بيّنّا حاله، وأنه لايصح، ولوصحّ لم يكن فيه حُجّة، لأن عيسىٰ أعظم مَهدِي بين يدي رسول الله ﷺ وبين الساعة، وقد دلّت السنة الصحيحة عن النبي ﷺ على نزوله على المَنارة البيضاء شَرقيّ دمشق وحُكمه بكتاب الله، وقتله اليهود والنصارىٰ، ووضعه الجزية، واهلاك أهل الملل في زمانه...... الخ‘‘ یہ نکتہ نظر رکھنے والے خالد بن محمد الجَنَدی کی اس حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں جو پہلے گذری (یعنی **لا مهدي الا عيسىٰ**۔ناقل) اور (خالد بن محمد جندی) کا حال ہم پہلے بیان کر چکے، اور یہ حدیث بھی صحیح نہیں ہے، اور اگر (بالفرض) صحیح بھی ہو تو اس میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں (کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) آنحضرت ﷺ اور قیامت کے درمیان سب سے بڑے مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی تشریف لائیں گے (یہ توجیہ اس لئے ضروری ہے کہ) نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید منارہ پر نازل ہوں گے، اور آپ نازل ہوکر اللہ کی کتاب (قرآن) کے مطابق فیصلے فرمائیں گے، اور یہود ونصاریٰ کو قتل کریں گے (اگر وہ ایمان نہ لائیں گے۔ناقل)، اور جزیہ قبول نہیں کریں گے، اور ان کے زمانے میں تمام (باطل) مِلتوں والے ہلاک کردیے جائیں گے۔ (المنار المنيف، صفحه 148)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:۔

’’محمد بن خالد الجَنَدي، بفتح الجيم والنون، المؤذن، مجهول‘‘ محمد بن خالد جَنَدی، جیم اور نون پر زبر کے ساتھ، جنہیں مؤذن کہا جاتا ہے، یہ مجہول ہیں۔

(تقريب التهذيب، صفحه 840، طبع دار العاصمة)

امام ابن الجوزیؒ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

''قال ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائي : هذا حديث مُنكر، وقال البيهقي: تفرد بهذا الحديث محمد بن خالد الجَنَدي قال : قال أبوعبدالله الحاكم: محمد بن خالد رجل مجهول'' امام نسائیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث مُنکر ہے، امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ: یہ حدیث صرف محمد بن خالد جَنَدی نے بیان کی ہے اور امام حاکمؒ نے فرمایا ہے کہ: محمد بن خالد ایک مجہول شخص ہے۔

(العلل المتناهية في الأحاديث الواهية، جلد 1، صفحات 862 و 863 ، دارالكتب العلمية)

کیا امام یحییٰ بن مُعینؒ نے محمد بن خالد جَنَدی کو ثقہ کہا ہے؟

قارئین محترم! ہم نے مختصر طور ائمہ حدیث وائمہ جرح وتعدیل کے بیانات آپ کے سامنے پیش کیے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت جس میں ہے کہ ''عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہیں''، صحیح نہیں بلکہ بعض ائمہ نے اسے موضوع بھی کہا ہے، نیز اس کا راوی محمد بن خالد جَنَدی مجہول الحال ہے، لہذا ایسی روایت اُن صحیح احادیث کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں جن کے اندر یہ بیان ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان عترت رسول ﷺ اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، آپ کا نام ''محمد بن عبداللہ'' ہوگا (ملا علی قاریؒ ''يواطيء اسمه اسمي واسم ابيه اسم ابي'' کی تشریح میں لکھتے ہیں ''فيكون محمد بن عبدالله'' کہ آپ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد 10، صفحہ 90 دارالکتب العلمیۃ بیروت)، نیز احادیث صحیحہ میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ آپ کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور پہلی نماز آپ ہی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

اس کے جواب میں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''محمد بن خالد جَنَدی'' مجہول نہیں ہے جیسے امام حاکمؒ نے کہا ہے بلکہ امام یحییٰ بن معینؒ نے اسے ثقہ بتایا ہے اور حوالے کے طور پر حافظ ابن

کثیرؒ کو پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"ولیس هو بمجهول كما زعمه الحاكم بل قد رُوِي عن ابن معين أنه وَثَّقه" (محمد بن خالد جَنَدی) مجہول نہیں ہے جیسا کہ امام حاکمؒ نے گمان کیا ہے بلکہ امام (یحییٰ) بن معین سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسے ثقہ کہا ہے۔

(البداية والنهاية، جلد **17**،صفحه **46**، دار ابن كثير)

اسی طرح امام ذہبیؒ کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے کہ:۔

"ذكره ابن الصلاح في أماليه ، ثم قال: محمد بن خالد شيخ مجهول، قلتُ وقد وثّقه يحيىٰ بن معين والله أعلم......" ابن صلاحؒ نے اپنی امالی میں کہا ہے کہ محمد بن خالد مجہول ہے، میں (یعنی امام ذہبی۔ناقل) کہتا ہوں کہ یحییٰ بن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

(ميزا ن الاعتدال ، جلد **4**، صفحه **107**، طبع دار الرسالة العالمية)

تو حافظ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ابن معینؒ سے یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے محمد بن خالد جَنَدی کی توثیق کی ہے اور امام ذہبیؒ بھی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معینؒ نے اس کی توثیق کی ہے، اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ کی طرف سے یہ توثیق کہاں بیان ہوئی ہے؟۔

اصل میں حافظ جمال الدین مزیؒ نے اپنی کتاب **"تهذيب الكمال"** میں امام آبریؒ کی "مناقب شافعی" کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے محمد بن خالد الجَنَدی کو ثقہ کہا ہے، آیئے پہلے وہ روایت پوری پڑھتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ آیا اس روایت کے بل بوتے پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے اس راوی کو ثقہ کہا ہے؟۔

"قال ابوالحسن محمد بن الحسن الآبُريُّ الحافظ في مناقب الشافعي: أخبرني محمد بن عبدالرحمن الهَمَذاني ببغداد ، قال: حدّثنا محمد

بـن مَـخـلَـد وهو العطّار، قال: حدّثنا أحمد بن محمد بن المُؤمَّل العَدَوِي، قال: قـال لـي يـونـس بـن عبدالأعلى: جاء ني رجل قد وَخَطَه الشَّيبُ سنة ثلاثة عشر يعـنـي ومائتين عليه مُبَطّنة وأُزَيّر يسألني عن هذا الحديث ، فقال لي: مَن محمد بن خالد الجَنَدي؟ فقُلتُ : لا أدري ، فقال لي: هذا مؤذن الجَنَد وهو ثقة، فقُلتُ لـه : اَنـتَ يحييٰ بن معين؟ فقال : نعم ......الخ'' یونس بن عبدالاعلیٰ کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک آدمی آیا جس پر بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو چکے تھے اور اُس نے کمبل اوڑھا ہوا تھا یہ سنہ 213 ہجری کی بات ہے، اُس آدمی نے مجھ سے اس حدیث (یعنی لا مهـــــــدي الا عيســـیٰ ۔ناقل) کے بارے میں پوچھا اور کہا: یہ محمد بن خالد جَنَدی کون ہے؟، میں نے کہا: میں نہیں جانتا، تو اُس آنے والے نے کہا: یہ جَنَد کا مؤذن ہے اور ثقہ ہے، میں نے پوچھا: کیا آپ یحییٰ بن معین ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا: ہاں۔

(تهذيب الكمال ، جلد 25، صفحات 148 و 149، طبع مؤسسة الرسالة)

تو یہ ہے وہ حکایت جس کی بناء پر یہ کہا جاتا ہے کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے محمد بن خالد جَنَدی کو ثقہ کہا ہے، لیکن یہ استدلال دو وجہ سے غلط ہے:۔

پہلی وجہ یہ کہ اس حکایت کی سند میں ایک صاحب ہیں ''**احـمـد بـن مـحـمـد بـن الـمـؤمـل العدوی** '' یہ مجہول الحال ہیں اور ہمیں اسماء الرجال کی کسی کتاب میں ان کے بارے نہیں ملا کہ یہ ثقہ تھے یا نہیں، خطیب بغدادیؒ نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کے بارے میں نہ کوئی تعدیل ذکر کی اور نہ جرح (تاریخ بغداد، جلد 6، صفحہ 284، طبع دار الغرب الاسلامی)، حافظ ابن عساکرؒ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور وہاں بھی یہ بیان نہیں کیا کہ یہ صاحب ثقہ تھے یا نہیں (تاریخ دمشق المعروف بتاریخ ابن عساکر، جلد 5، صفحات 457 و 458، طبع دار الفکر بیروت)، لہذا یہ حکایت قابل اعتماد نہیں۔

دوسری وجہ یہ کہ اِس حکایت کے اندر ''یونس بن عبدالاعلیٰ'' کا بیان ہے کہ جو اجنبی

میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ''کیا تم محمد بن خالد جَنَدی کو جانتے ہو؟'' تو میں نے کہا کہ ''نہیں میں نہیں جانتا'' (یاد رہے کہ **لا مهدي الا عيسىٰ** والی روایت کے ایک راوی خود یہی یونس بن عبدالاعلیٰ بھی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ میں محمد بن خالد جَنَدی کو نہیں جانتا۔ ناقل)، پھر اُس اجنبی نے مجھ سے کہا کہ ''وہ جَنَد کے مؤذن ہیں اور ثقہ ہیں'' تو میں نے اُس اجنبی سے پوچھا کہ ''کیا آپ یحیٰ بن معین ہیں؟'' اور اجنبی نے جواب دیا کہ ''ہاں میں یحیٰ بن معین ہوں'' یعنی اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یونس بن عبدالاعلیٰ اس سے پہلے یحیٰ بن معین کو نہیں جانتے تھے اور نہ انہیں کبھی دیکھا تھا بلکہ اُس آنے والے اجنبی نے انہیں بتایا کہ ''میں یحیٰ بن معین ہوں''، لہذا اِس حکایت کی بناء پر ہم ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص واقعی امام یحیٰ بن معینؒ تھے یا کوئی اور، شاید یہی وجہ ہے کہ خود امام آبریؒ نے یہ حکایت ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ:۔

''**ومحمد بن خالد الجَنَدي وان كان يُذكر عن يحيىٰ بن معين ماذكرتُه فانه غير معروف عند اهل الصناعة من اهل العلم والنقل**'' اگرچہ محمد بن خالد جَنَدی کے بارے میں امام یحیٰ بن معینؒ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی جاتی ہے مگر اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ یہ راوی علم و نقل والے اہل فن (علماء حدیث و اسماء الرجال) کے ہاں غیر معروف ہے۔

(تهذيب الكمال، جلد 25، صفحه 149)

امام ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور السمعانیؒ (وفات: 562ھ) نے بھی یحیٰ بن معینؒ کی اس بات کا ذکر یوں کیا ہے کہ ''**قال يحيىٰ بن معين امام اهل الجَنَد وهو ثقة**'' یعنی یحیٰ بن معینؒ نے کہا ہے کہ محمد بن خالد اہل جَنَد کا امام اور ثقہ ہے، لیکن امام سمعانیؒ نے اس کے بعد اپنا تبصرہ یوں فرمایا ہے کہ ''**قلتُ وقد تكلموا فيه**'' میں (یعنی امام سمعانی۔ ناقل) کہتا ہوں کہ اس راوی میں کلام کیا گیا ہے، نیز امام سمعانیؒ نے جو یحیٰ بن معینؒ سے اس کا ثقہ ہونا نقل کیا ہے اس پر کتاب کے محقق شیخ علامہ عبدالرحمٰن بن یحیٰ المعلمی الیمانیؒ نے لکھا ہے کہ ''**لم يثبت**

هذا عن ابن معین ''یہ بات یحییٰ بن معینؒ سے ثابت ہی نہیں۔

(الانساب للسمعانی بتحقیق المعلمی، جلد 3، صفحہ 320، مکتبہ ابن تیمیہ، قاھرہ)

تو یہ ہے اس روایت کا حال جسے مرزا قادیانی نے حضرت مہدی علیہ الرضوان سے متعلقہ احادیث میں سے ''سب سے زیادہ صحیح'' یا ''بہت صحیح'' لکھا ہے، جب کہ یہ روایت ضعیف ہونے کے ساتھ اُن دوسری صحیح اور (بعض کے نزدیک) متواتر احادیث کے بظاہر مخالف بھی ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں الگ الگ شخصیات ہیں، پھر اگر اس روایت کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو اِس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے صرف ''شِـــرار'' یعنی بُرے لوگ باقی رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی اور اُس وقت مہدی یعنی ہدایت یافتہ صرف حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہی ہوں گے کیونکہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان تو فوت ہوچکے ہوں گے، یہ بات اسی حدیث میں ''لاالـمهدي الا عیسیٰ بن مریم'' سے پہلے کے الفاظ ''لا تـقوم الساعة الا علی شِرار الـنــاس'' سے سمجھ آتی ہے، لہذا اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ چراغ بی بی کا بیٹا غلام احمد قادیانی مہدی ہے، ہمیں تو آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت قادیانیہ اس بات پر اتنا زور کیوں دیتی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان ایک ہی شخصیت ہیں؟، ہمارا جماعت قادیانیہ کو مفت مشورہ ہے کہ انہیں پہلے اپنا سارا زور یہ ثابت کرنے کے لئے صرف کرنا چاہیے کہ قرآن وحدیث میں کہیں غلام احمد بن چراغ بی بی کو عیسیٰ بن مریم کہا گیا ہے؟، پھر اس کے بعد یہ مرحلہ آئے گا کہ مہدی کون ہے۔

ایک قادیانی شبہ اور اس کا جواب

دوستو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارا موضوعِ سُخن وہ ایک خاص شخصیت ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے ''الـمهـدی'' کے لقب سے ذکر فرمایا ہے اور جن کی علامات میں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ میری عترت اور میری بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، ان کا نام

میرے نام جیسا اور والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا ، وہ خلیفہ بھی ہوں گے اور زمین پر حکومت کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد سب سے پہلی نماز انہی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے، لیکن جماعت قادیانیہ کی عادت ہے کہ وہ عوام الناس کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے کچھ روایات پیش کرتے ہیں جہاں ''مہدی'' کا لفظ کسی خاص شخصیت کے لقب کے طور پر نہیں بلکہ اپنے لغوی معنوں یعنی ''ہدایت یافتہ'' کے لئے آیا ہے اور پھر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ دیکھو انہیں ''مہدی'' کہا گیا ہے، مثال کے طور پر آج کل کے قادیانی مربی مسند احمد کے حوالے سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

''**عن ابي هريرة رضى الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم ، قال : يوشك مَن عاش منكم أن يلقى عيسىٰ بن مريم اماماً مهدياً وحَكماً عدلاً ، فيُكسر الصليب ويقتل الخنزير وتُوضع الجزية ، وتضع الحرب أوزارها**'' نبی کریم ﷺ نے (اپنی امت سے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہما السلام) سے ملے جو کہ ایک ہدایت یافتہ امام اور انصاف کرنے والے حاکم ہوں گے، پس آپ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ رکھ دیا جائے گا (یعنی آپ جزیہ قبول نہیں فرمائیں گے بلکہ ہر کافر کو اسلام قبول کرنا ہوگا) اور (آخر کار) جنگ اپنے ہتھیار پھینک کر ختم ہو جائے گی۔

(مسند احمد، حدیث نمبر **9323**، جلد **15**، صفحہ **187** ،طبع مؤسسة الرسالة)

اس حدیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''ہدایت یافتہ قائد'' کہا گیا ہے جس کے لئے عربی میں ''اماماً مهدياً'' کے لفظ بولے گئے ہیں، قادیانی ان الفاظ سے دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں۔

جواب

اس قادیانی شبہ کا مختصر جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو ''امام مہدی'' کہا گیا ہے نہ کہ ''مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی'' کو، پھر یہ حدیث تمہارے کس کام کی؟، باقی رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ''امام مہدی'' کا لفظ بولا گیا ہے تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ امام ہیں، نبی کریم ﷺ نے اور بھی بہت سے لوگوں کے بارے میں لغوی معنوں میں ''مہدی'' کا لفظ فرمایا ہے، چند مثالیں پیش خدمت ہیں:۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:۔

''**الهم ثبته واجعله هادياً مهدياً**'' اے اللہ اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔ **(صحیح بخاری: حدیث نمبر 3020)**

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:۔

''**الهم اجعله هادياً مهدياً واهد به**'' اے اللہ انہیں ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے اور ان کے ذریعے سے ہدایت دے۔

(سنن ترمذی: حدیث نمبر 3842)

نبی کریم ﷺ نے خلفاء راشدین کے بارے میں فرمایا:۔

''**فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين**'' تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو پکڑے رکھنا۔

(سنن ابی داود واللفظ له: حدیث نمبر 4607، سنن الترمذی: حدیث نمبر 2676)

آپ نے دیکھا کہ حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے لئے نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! انہیں مہدی بنادے''، نیز خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو بھی ''مہدی'' کہا گیا لیکن یہاں یہ لفظ صرف اپنے لغوی مفہوم یعنی ''ہدایت یافتہ'' کے لئے استعمال ہوا ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو امام مہدی کہا گیا ہے اُس سے مراد وہ خاص شخصیت نہیں جن کا لقب ''المہدی'' ہے بلکہ وہاں بھی لغوی معنیٰ میں ہی آیا ہے کیونکہ دوسری بہت سی احادیث صحیحہ میں اُن خاص ''مہدی'' کا تعارف بیان ہوا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں

ہیں بلکہ خاندان بنی ہاشم کے چشم و چراغ ہیں۔

کدعہ یا کرعہ؟ مرزا قادیانی کا ایک اور دھوکہ

محترم قارئین! آپ پہلے مرزا قادیانی کی تحریریں ملاحظہ فرما چکے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ''مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں''، پھر اُس نے دھوکہ دینے کے لئے ''**لا مہدی الا عیسیٰ**'' والی روایت کو ''نہایت صحیح'' لکھا، اب آیئے مرزا قادیانی کے ایک اور فریب پر نظر ڈالتے ہیں، ایک جگہ مرزا نے عنوان قائم کیا ہے ''ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا'' اور پھر اس کے نیچے لکھتا ہے:۔

''چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا، اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ **11**، صفحہ **324**)

آپ نے دیکھا! کس طرح مرزا قادیانی نے اُن ''مجروح، مخدوش اور ضعیف'' حدیثوں میں سے جن میں سے ''ایک حدیث بھی صحیح نہیں تھی'' ایک اور ''صحیح حدیث'' ڈھونڈھ نکالی، اب آیئے مرزا نے اس ''حدیث صحیح'' کا جو حوالہ دیا ہے وہ بھی پڑھ لیں:۔

''شیخ علی حمزہ ملک الطّوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو سنہ **840**ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ در اربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المهدي من قرية يُقال لها كدعه ويصدقه الله تعالیٰ ويجمع اصحابه من اقصى البلاد على عدة اهل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلاً ومعه صحيفة مختومة (أی مطبوعة) فيها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم وخلالهم** یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرّب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی

تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہو گا یعنی تین سو تیرہ (313) ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے"۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11، صفحات 324و325)

دوستو! اس کے بعد مرزا قادیانی نے اس روایت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اپنے تین سو تیرہ (313) خاص مریدوں کے نام نمبروار لکھے ہیں (رخ 11 کے صفحہ 325 تا 328)، اور مزے کی بات مرزا کے ان تین سو تیرہ مریدان با صفا میں سے کئی ایسے بھی نکلے جو بعد میں مرزا قادیانی پر لعنت بھیجنے لگے جن میں خاص طور پر مرزا کی تیار کردہ لسٹ میں نمبر 159 پر لکھا نام "ڈاکٹر عبدالحکیم خان۔ پٹیالہ" کا ہے (دیکھیں مرزا کی لسٹ: رخ 11، صفحہ 327) ان صاحب کو آج بھی جماعت قادیانیہ "ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد" کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس روایت کی صحت پر بات کریں، مرزا قادیانی نے اپنی اس تحریر میں جو دھوکے اور فریب دیے ہیں ان پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

دھوکہ نمبر 1: یہاں مرزا ایک شیعہ "علی حمزہ طوسی" کے حوالے سے یہ روایت پیش کر رہا ہے اور پھر اس روایت کو "حدیث صحیح" بھی بتا رہا ہے، جبکہ مرزا قادیانی نے شیعہ کے بارے میں کہا کہ:۔

"شیعہ مذہب اسلام کا مخالف ہے .... الخ"

(ملفوظات، جلد 1، صفحات 96و97)

ایک طرف تو مرزا قادیانی کا شیعہ کے بارے میں یہ فتویٰ اور دوسری طرف وہ انہی کی کتابوں سے یہ روایت پیش کر کے اسے "حدیث صحیح" لکھ رہا ہے۔

دھوکہ نمبر 2: مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ "کدعہ" دراصل "قادیان" کو مُعَرّب کیا ہوا ہے، معرّب کا معنی ہے کسی غیر عربی لفظ یا کلمہ کو جس کا عربی میں تلفظ مشکل ہو عربی الفاظ میں ڈھالنا، مثال کے طور پر "چین" کے لفظ میں جو حرف "چ" ہے یہ عربی میں نہیں پایا جاتا اس لئے عربی میں

چین کو ''الصین'' کہتے ہیں، اب مرزا کی کارستانی دیکھیں اس کی پیش کردہ اس بے سروپا روایت میں پہلے تو ''کدعه'' (دال کے ساتھ) نہیں بلکہ ''کرعه'' (راء کے ساتھ) ہے جسے مرزا نے کمال ہوشیاری سے بدل دیا (ہم آگے اس روایت کو بے سروپا بھی ثابت کریں گے اور یہ بھی بتائیں گے کہ اس میں لفظ کرعه ہے نہ کہ کدعه)، پھر ''کدعہ'' سے ''قادیان'' بنانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ لفظ ''کدعه'' اصل میں ''قادیان'' کو عربی میں ڈھالا گیا ہے جبکہ ''قادیان'' کو ''معرّب'' کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں اسے عربی میں بھی ''قادیان'' بولا اور پڑھا جاسکتا ہے، پھر عجیب بات ہے کہ ''ق'' اور ''ک'' یہ دونوں حروف عربی کے ہیں پھر نہ جانے وہ کون احمق تھا جس نے ''قادیان'' کو عربی میں ڈھالتے ہوئے ''ق'' کو ''ک'' سے بدلنے کی ضرورت محسوس کی اور بجائے ''قدعہ'' کے ''کدعہ'' بنایا؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر ''قادیان'' کا اصل تلفظ ''کادیان'' بنتا ہے جس سے ''کادیانی'' مربی بہت چڑتے ہیں کیونکہ یہ ''کید'' کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

دھوکہ نمبر 3: شیعہ مصنف علی طوسی کی تحریر کے اندر یہ الفاظ ہیں ''**ومعه صحيفة مختومة فيها عدد اصحابه باسمائهم**'' جس کا ترجمہ ہے کہ اُس (مہدی) کے پاس ایک سربمہر صحیفہ ہوگا جس میں اس کے ساتھیوں کے نام لکھے ہوں گے، یعنی عبارت کے سیاق وسباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ مہدی ظاہر ہوگا تو یہ صحیفہ اس کے پاس پہلے سے ہوگا، اس میں یہ کہیں نہیں کہ اس صحیفہ میں وہ تین سو تیرہ نام خود مہدی کسی پرنٹنگ پریس سے طبع کروائے گا، لیکن مرزا قادیانی نے ان عربی الفاظ میں اپنی طرف سے (**ای مطبوعة**) کا اضافہ کیا تاکہ یہ دھوکہ دیا جائے کہ وہ مہدی خود اپنے مریدوں کے نام کسی پریس سے پرنٹ کروائے گا، یہ بالکل ویسا ہی قادیانی فراڈ ہے جیسا احادیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق شہر کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے یعنی وہ مینار نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی موجود ہوگا، لیکن مرزا نے اس حدیث کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کا یہ طریقہ نکالا کہ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں چندہ اکٹھا کرکے

قادیان میں ایک مینار بنوانا شروع کیا جواس کی موت تک بھی ابھی نامکمل تھا اوراسے جماعت قادیانیہ ''منارۃ المسیح'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔

دھوکہ نمبر 4: مرزا قادیانی نے شیعہ مصنف کی جس ''جواہرالاسرار'' نامی کتاب کا حوالہ دیا ہے اس میں بھی لفظ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''کدعہ'' (اگرکسی کاتب نے غلطی سے کسی ایک نسخے میں کرعہ کو کدعہ لکھ دیا ہوتواس کا علم نہیں) اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ ایران کے ''کتاب خانہ ملی'' کی ڈیجیٹل لائبریری کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہے جس کا انٹرنیٹ لنک یہ ہے:

http://dl.nlai.ir

جب سائٹ کھل جائے تو ''سرچ'' میں کتاب کا نام ''جواہرالاسرار'' لکھیں اور جو نتائج سامنے آئیں ان میں سب سے پہلی کتاب کو کھول کر اس کا صفحہ نمبر 96 دیکھیں وہاں لفظ ''کرعہ'' لکھا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے کیونکہ ''جواہرالاسرار'' کے مصنف علی طوسی نے ''اربعین'' کا حوالہ دیا ہے جس سے مراد غالباً ابونعیم اصفہانیؒ کی کتاب ''الاربعون حديثاً في المهدي'' ہے، ہم نے یہ کتاب دیکھی تو اس میں ''ساتویں نمبر'' پر یہ روایت موجود ہے اور اس میں لفظ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''کدعہ'' نیز علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''العرف الوردي في أخبار المهدي'' میں حافظ ابونعیم اصفہانیؒ کی کتاب میں بیان کردہ روایات کو مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ مزید روایات بھی ذکر کی ہیں اس میں بھی لفظ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''کدعہ'' (دیکھیں: العرف الوردی فی أخبار المهدی، صفحہ 82، روایت نمبر 84، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

پھر شیعہ مصنف علی طوسی کی کتاب ''جواہرالاسرار'' کے اسی صفحے پر جہاں سے مرزا نے یہ روایت پیش کی ہے امام مہدی کے بارے میں یہ بات بھی لکھی ہے کہ:۔

''يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من بني هاشم من المدينة حتى يأتي مكة فخرج اليه جيش من الشام فيستخرجه الناس من بيته

وھو کارہ حتی یبایعوہ بین الرکن والمقام ''ایک خلیفہ کی موت کے بعد اختلاف ہوگا (کہ اب خلیفہ کسے بنایا جائے۔ناقل) تو بنی ہاشم کا ایک شخص مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ آئے گا، شام کا ایک لشکراس کی طرف خروج کرے گا تو لوگ اسے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کریں گے (یعنی اس کی بیعت کرنا چاہیں گے) لیکن وہ ایسا نہیں چاہے گا، آخر کار لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔

(جواھر الاسرار، قلمی نسخہ، صفحات 95و96، کتاب خانہ ملی ایران/ ڈیجیٹل)

یہ الفاظ مرزا قادیانی کو نظر نہیں آئے یا اُس نے جان بوجھ کر اس لئے نقل نہیں کیے کہ اس طرح وہ ''نقلی اور جعلی'' مہدی ثابت ہوتا تھا کیونکہ نہ وہ ہاشمی اور نہ اس نے کبھی مکہ و مدینہ کا مُنہ دیکھا اور نہ اس نے بیت اللہ کے سائے میں کسی سے بیعت لی۔

دیگر شیعہ کتب میں بھی ''کرعہ'' کا لفظ ہے

یہ ''کرعہ'' والی بات دوسرے شیعہ مصنفین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کی ہے، مثلاً:۔

مشہور شیعہ محمد باقر مجلسی نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کی طرف منسوب امام غائب کے بارے میں ایک روایت ذکر کی ہے جس کے اندر یہ الفاظ بھی ہیں:۔

''فیخرج من الیمن من القریة یُقال لھا کرعة علی رأسه عمامتي، متدرّع بدرعي، متقلّد بسیفي ذی الفقار '' وہ (شیعہ کا بارھواں امام۔ناقل) یمن کے ایک گاؤں سے خروج کرے گا جسے ''کرعہ'' کہا جاتا ہے، اس کے سر پر میرا عمامہ ہوگا اور اس کے پاس میری ڈھال ہوگی اور اس نے میری تلوار ذوالفقار لٹکائی ہوگی۔

(بحار الانوار، جلد 52، صفحہ 380)

لیجئے! اس روایت میں تو صاف طور پر یہ بھی بیان ہوگیا کہ یہ ''کرعہ'' ہندوستان کے ضلع گورداسپور کا نہیں بلکہ یمن کا ایک گاؤں ہے، اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی کہ شیعہ کے نزدیک امام غائب اور مہدی کون ہیں۔

ایک اور شیعہ سید ہاشم بحرانی موسوی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے:۔

''التاسع والسبعون: الأربعين باسناده عن عبدالله بن عمر قال: قال النبی ﷺ :یخرج المهدي من قرية يُقال لها كرعة''۔روایت نمبر 79:اربعین میں حضرت عبداللہ بن عمر (صحیح عبداللہ بن عَمر و ہے۔ناقل) سے روایت نقل کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مہدی ایک ''کرعہ'' نامی گاؤں سے خروج کرے گا۔

(غاية المرام وحجة الخصام، جلد 7، صفحه 101، بيروت)

اہل سنت کی کتابوں میں ''کرعه'' والی روایت کا ذکر

مہدی کے ''کرعہ'' نامی گاؤں سے نکلنے کی روایت اہل سنت کی مندرجہ ذیل کتابوں میں ملتی ہے اور ان تمام کتب میں لفظ ''کرعه'' ہی ہے کسی ایک میں بھی ''کدعه'' نہیں۔

الاربعون حديثاً فی المهدي (ابونعیم اصفہانیؒ)، روایت نمبر 7۔

العرف الوردی فی أخبار المهدی (امام سیوطیؒ)، صفحہ 82، روایت نمبر 84۔

المعجم لابن المُقريء (ابوبکر محمد بن ابراہیم اصفہانیؒ)، صفحہ 58، روایت نمبر 94۔

الکامل فی ضعفاء الرجال (ابن عدی جرجانیؒ)، جلد 6، صفحہ 516، راوی نمبر: 1435۔

نوٹ: ''معجم ابن المُقری'' اور ابن عدی کی ''الکامل فی ضعفاء الرجال'' کی روایات میں یہ بھی ذکر ہے کہ ''کرعہ یمن کا ایک گاؤں ہے''۔

عبدالوھاب بن ضحّاک کا تعارف

یہ بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ اہل سنت اور شیعہ کی جس کتاب میں بھی یہ روایت ملتی ہے وہاں لفظ ''کرعه'' ہی ہے، مرزا قادیانی نے کمال دھوکہ دہی سے ''ر'' کو ''د'' سے بدل کر ''کدعہ'' بنایا اور پھر یہ کہا کہ ''کدعہ'' اصل میں ''قادیان'' کا عربی نام ہے، اب آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ روایت سرے سے قابل اعتبار ہی نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ہے ''عبدالوھاب بن ضحاک حِمصی'' اس کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:۔

☆ امام بخاریؒ نے فرمایا: وہ عجیب قسم کی روایات بیان کیا کرتا تھا۔

☆ امام ابوداودؒ نے فرمایا: یہ روایتیں گھڑا کرتا تھا، میں نے خود اسے دیکھا ہے۔

☆ امام نسائیؒ نے فرمایا: یہ ثقہ نہیں ہے، اسے ترک کر دیا گیا ہے (متروک ہے)۔

☆ امام عقیلیؒ، امام دار قطنیؒ اور امام بیہقیؒ نے فرمایا: یہ متروک راوی ہے۔

☆ امام صالح بن محمد الحافظ نے فرمایا: منکر الحدیث ہے، اس کی زیادہ تر حدیثیں جھوٹی ہیں۔

☆ امام ابن حبانؒ نے فرمایا: یہ حدیثیں چوری کیا کرتا تھا، اس سے دلیل پکڑنا جائز نہیں۔

☆ امام ابن ابی حاتمؒ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔

☆ امام حاکمؒ اور ابو نعیمؒ نے فرمایا: یہ موضوع حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔

(تهذيب التهذيب، جلد 2، صفحه 637)

تو یہ ہے ہندوستانی نقلی مہدی مرزا قادیانی کی دھوکہ دہی کا ایک نمونہ اور اس کی پیش کردہ "حدیث صحیح" کا حال، مرزا قادیانی کے بارے میں یہ شعر کیا خوب بیٹھتا ہے:۔

جھوٹ بولا تو عمر بھر بولا......تم نے اس میں بھی ضابطہ رکھا

مرزائی پاکٹ بک کا ایک اور جھوٹ

ملک عبدالرحمٰن خادم مرزائی نے نواب صدیق حسن خان مرحوم کی کتاب "حجج الکرامۃ" کے حوالے سے بھی جھوٹ بولا ہے کہ اس میں لکھا ہے "مہدی کدعہ نامی گاؤں میں پیدا ہوگا" اور حوالہ دیا ہے صفحہ نمبر 358 کا (پاکٹ بک، صفحہ 655)، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں بھی لفظ "کـرعـہ" ہے نہ کہ "کـدعـہ" (دیکھیں: حجج الکرامہ، صفحہ 358، سطر 11، مطبع شاہجہانی، بھوپال) لہذا مصنف مرزائی پاکٹ بک نے حوالہ میں صریح خیانت کی ہے اور جھوٹ بولا ہے۔

چاند اور سورج گرہن کا مشہورِ زمانہ مرزائی دھوکہ

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں کئی جگہ یہ دھوکہ دیا ہے اور آج جماعت مرزائیہ بھی یہ فریب دیتی نظر آتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آنے والے مہدی کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی تھی کہ اس کے زمانے میں رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج گرہن ہوگا، اور مرزا قادیانی کے زمانے میں یہ نشان اس طرح پورا ہوا کہ رمضان کی تیرھویں شب چاند اور اسی رمضان کی اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن ہوا، لہذا مرزا قادیانی ہی مہدی ہے۔

قارئین محترم! مرزا قادیانی نے انتہائی بے شرمی کے ساتھ اس بات کو ''نبی کریم ﷺ کا فرمان'' لکھا، جبکہ دنیا کی کسی کتاب میں یہ ذکر نہیں کہ یہ بات نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے، آج بھی جماعت مرزائیہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اسی ضد پر اڑی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جبکہ وہ خود جس کتاب کے حوالے سے یہ (جھوٹی) روایت پیش کرتے ہیں اس میں بھی یہ نہیں لکھا کہ یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے، آیئے سب سے پہلے دیکھتے ہیں یہ روایت جو ''سنن دار قطنی'' کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے اس کی سند اور الفاظ کیا ہیں، اس کے بعد ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ اس کی سند میں کون کون راوی ''کذاب اور جھوٹا'' ہے، اور پھر یہ بھی بتائیں گے کہ بالفرض اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو جیسے سورج اور چاند گرہن کا اس میں ذکر ہے ویسا گرہن مرزا قادیانی کی زندگی میں تو کیا بلکہ آج تک نہیں لگا، سب سے پہلے روایت کی سند اور الفاظ:۔

''حدّثنا أبو سعيد الاِصطَخري، حدّثنا محمد بن عبدالله بن نوفل، حدّثنا عُبيد بن يَعِيش، حدّثنا يونس بن بُكَير، عن عَمرو بن شِمر، عن جابر عن محمد بن علي، قال: ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السماوات والأرض، ينكسف القمر لأول ليلة من رمضان، وتنكسف الشمس في النصف منه، ولم تكونا منذ خلق السماوات والأرض''۔ ترجمہ: عَمر و بن شِمر (جعفی کوفی) نے جابر (بن یزدی جعفی) سے اور اُس نے ''محمد بن علی'' سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ: ہمارے مہدی کی

دو ایسی نشانیاں ہیں کہ جب سے زمین و آسمان بنے ہیں یہ دونوں کبھی واقع نہیں ہوئیں (پہلی نشانی) رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور (دوسری نشانی) رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا، اور یہ دونوں (گرہن) جب سے زمین و آسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگے۔

(سنن الدار قطني ، جلد 2، صفحات 419 و 420، طبع مؤسسة الرسالة)

دوستو! یہ ہیں اُس روایت کے عربی الفاظ اور سند جسے مرزا قادیانی کے مہدی ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، اس روایت میں مندرجہ ذیل باتیں قابل غور ہیں:۔

☆ جیسا کہ آپ نے دیکھا یہ حدیث رسول ﷺ ہرگز نہیں بلکہ کسی ''محمد بن علی'' نامی بزرگ کی طرف منسوب قول ہے (جماعت مرزائیہ کی طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت زین العابدینؒ کے بیٹے امام باقرؒ ہیں، اگر اِس دعوے کو صحیح بھی فرض کرلیا جائے تو بھی یہ بات حدیث رسول ﷺ ہرگز نہیں بن سکتی بلکہ امام باقر تو صحابی بھی نہیں کہ یہ فرض کیا جائے کہ انہوں نے یہ بات آنحضرت ﷺ سے سُنی ہوگی)۔

☆ اگر بالفرض یہ تسلیم کرلیا جائے کہ یہ بات ''امام باقرؒ'' نے ہی فرمائی ہے اور اسے صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی ان کے الفاظ ہیں ''ان لمهدينا آيتين'' ہمارے مہدی کی یہ دو نشانیاں ہیں، اور ہمارے مہدی سے مراد وہ مہدی ہیں جو عترت رسول ﷺ اور اولاد فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوں گے، قادیانی وہ احادیث کیوں بھول جاتے ہیں جن کے اندر خاندان سادات کے چشم و چراغ مہدی کا تعارف بیان ہوا ہے؟، نیز مرزا قادیانی تو اُن تمام روایات کو ضعیف لکھ چکا جن کے اندر مہدی کا ذکر ہے پھر یہ روایت کیسے صحیح ہوگئی؟۔

☆ اس روایت کی سند میں دو راوی (عَمرو بن شِمر اور جابر جعفی) جھوٹے اور ضعیف ہیں جن کا تعارف ہم آگے بیان کریں گے۔

☆ اس روایت کے عربی الفاظ میں صاف طور پر یہ بیان ہے کہ ''چاند گرہن رمضان کی پہلی رات کو'' (لأول ليلة من رمضان) اور سورج گرہن ماہِ رمضان کے نصف میں لگے گا، اور واقعی

رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور ماہِ رمضان کے نصف میں سورج گرہن آج تک نہیں لگا۔
واضح رہے کہ یہاں یہ الفاظ نہیں کہ ''چاند گرہن والی راتوں میں سے پہلی رات میں چاند گرہن اور سورج گرہن والے دنوں میں سے درمیان والے دن سورج گرہن لگے گا'' جیسے مرزا قادیانی نے کئی جگہ اپنی طرف سے یہ الفاظ اس روایت میں اضافہ کیے ہیں (اس کی جہالت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے اُس نے ''النصف منه'' کا مطلب یہ بیان کیا کہ ''سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن سورج گرہن ہوگا'' جب کہ عربی میں ''نصف'' کہتے ہیں آدھے کو نہ کہ درمیانے کو بلکہ اس کے لئے عربی میں ''وسط'' کا لفظ آتا ہے)۔

☆ نیز اس روایت میں دو بار یہ ذکر ہے کہ ''ایسا گرہن جب سے زمین وآسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگا''، یہاں ہرگز ایسا کوئی ذکر نہیں کہ ''کسی مدعی مہدیت کے زمانے میں ایسا چاند یا سورج گرہن نہیں لگا'' بلکہ مطلقاً ایسا گرہن نہ لگنے کا ذکر ہے، اور جیسا گرہن مرزا قادیانی کی زندگی میں بتایا جاتا ہے ویسا گرہن مرزا سے پہلے کئی بار لگ چکا ہے اور مرزا کے بعد بھی جب تک یہ نظامِ فلکی موجود ہے لگتا رہے گا، اور مزے کی بات سنہ 1851ء بمطابق 1267ھ میں جب مرزا کی عمر ابھی گیارہ یا بارہ سال تھی رمضان المبارک کی انہی تاریخوں میں یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن اور 28 رمضان کو سورج گرہن لگا تھا اور اُس وقت ''محمد احمد سوڈانی'' موجود تھا جس نے بھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، یہ وضاحت ہم نے اس لئے کردی کہ مرزا قادیانی نے انتہائی چالاکی کا ثبوت دیتے ہوئے اس روایت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا تھا:۔

''ترجمہ تمام حدیث کا یہ ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں جب سے زمین وآسمان کی بنیاد ڈالی گئی وہ نشان کسی ماموراور مرسل اور نبی کے لئے ظہور میں نہیں آئے''۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحہ 132)

ایک اور جگہ یوں لکھا:۔

''اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں

ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مُدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں۔اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مُدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں دونوں گرہن رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے''۔

(حقیقۃ الوحی، رخ 22 صفحہ 203)

جبکہ اِس جھوٹی روایت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ ''جب سے زمین وآسمان بنے ہیں یہ نشان کسی مامور، مرسل اور نبی یا کسی مدعی نبوت ورسالت کے لئے ظہور میں نہیں آئے'' بلکہ روایت کے الفاظ کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ ''جب سے زمین وآسمان کی پیدائش ہوئی ہے ایسا چانداور سورج گرہن کبھی نہیں ہوا''، اِس میں نہ مامور کا ذکر اور نہ مدعی نبوت ورسالت کا، لیکن یہاں ایک اور سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی کا دعوائے مہدیت دراصل اسکا دعوائے نبوت ورسالت بھی تھا؟ کیا مرزا کی یہ بات سچ ہے کہ جب اس کے مطابق رمضان المبارک سنہ 1994ء میں سورج اور چاند گرہن ہوئے تو اس وقت تک وہ نبوت ورسالت کا دعویٰ کر چکا تھا جو وہ یہ لکھ رہا ہے کہ کسی مدعی نبوت ورسالت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے؟ ہرگز نہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے اس کے تین سال بعد جنوری 1897ء میں مولوی غلام دستگیر صاحب کے جواب میں ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں لکھا:۔

''ان پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیرِ سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں'' تین سطروں کے بعد آگے لکھا ''غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف سے بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 2)

اب اس معمہ کو مرزا قادیانی کا کوئی مرید ہی حل کرسکتا ہے کہ جب 1897ء تک مرزا خود مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا تھا تو اس سے تین سال قبل 1894ء میں اگر وہ خود مدعی نبوت ورسالت تھا تو یہ لعنت اس پر پڑی یا نہیں؟۔

مرزا قادیانی کا نبی کریم ﷺ پر جھوٹ

دوستو! آپ نے دیکھا کہ سنن دارقطنی میں جو روایت ہے اس میں کسی ''محمد بن علی'' کا قول بیان ہوا ہے، لیکن مرزا قادیانی لکھتا ہے:۔

''فاخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الأنام أن الشمس تنكسف عند ظهور المهدى فى النصف من هذه الأيام يعني الثامن والعشرين قبل نصف النهار ،پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ سورج گرہن مہدی کے ظہور کے وقت ایام کسوف کے نصف میں ہوگا یعنی اٹھائیسویں تاریخ میں دو پہر سے پہلے''۔

(نورالحق الحصه الثانية، رخ **8** صفحه **209**)

اس تحریر میں ایک تو مرزا قادیانی نے نہایت بے شرمی کے ساتھ اس بات کو نبی کریم ﷺ کا فرمان بتایا ہے جو کہ سراسر جھوٹ ہے، دوسرے محمد بن علی نامی شخصیت کی طرف منسوب اس قول میں ہرگز ایسا کوئی لفظ نہیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ ''سورج گرہن ایام کسوف کے نصف میں ہوگا'' اور نہ ہی وہاں اٹھائیسویں تاریخ یا دو پہر سے پہلے کا کوئی ذکر ہے، بلکہ وہاں لفظ ہیں ''**في النصف منه**'' رمضان کے مہینے کے نصف میں ہوگا، اور رمضان کا نصف اٹھائیس تاریخ نہیں ہوسکتا، مرزا نے اسے اٹھائیس تاریخ بنا کر دوسرا دھوکہ دیا ہے۔

اپنی اسی کتاب میں مرزا قادیانی نے دوبارہ یہ جھوٹ اس طرح لکھا کہ:

''فاعلموا ايها الجهلاء والسفهاء أن هذا حديث من خاتم النبيين وخير المرسلين وقد كُتب فى الدار قطنى الذى مرّ على تأليفه أزيد من ألف سنة'' اے جاہلو اور بے وقوفو! جان لو کہ یہ خاتم النبیین اور خیر المرسلین (ﷺ) کی حدیث ہے جو

دارقطنی میں لکھی ہے جس کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے۔

(نور الحق الحصّة الثانية ، رخ 8، صفحه 353)

کیا مرزا قادیانی کا کوئی ماننے والا یہ بات ''خاتم النبیین ﷺ'' کا فرمان ثابت کر کے مرزا قادیانی کو جہنمی ہونے سے بچا سکتا ہے؟ پھر قارئین کی معلومات کے لئے عرض کردوں کہ یہاں مرزا قادیانی نے ایک اور جہالت کا ثبوت بھی دیا ہے وہ اس طرح کہ اُس کی یہ کتاب ''نورالحق حصہ دوم'' پہلی بار سنہ 1311 ہجری میں شائع ہوئی (جیسا کہ کتاب کے باراول کے ٹائٹل پر لکھا ہے) اور مرزا نے اپنی اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ''سنن دارقطنی کی تالیف پر ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے'' اب اگر 1311 ہجری میں سے ہزار سال نکالے جائیں تو جواب آتا ہے 311 ہجری، اور اس وقت امام دارقطنیؒ کی عمر صرف پانچ سال تھی کیونکہ ان کی پیدائش سنہ 306 ہجری میں ہوئی تھی تو کیا جماعت قادیانیہ کا کوئی مؤرخ یہ ثابت کرسکتا ہے کہ امام دارقطنیؒ نے یہ کتاب صرف تین یا چار سال کی عمر میں تالیف کی تھی؟ تا کہ مرزا کی یہ بات سچ ثابت ہوجائے کہ سنہ 1311ھ تک اس کتاب کی تالیف پر ''ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ'' گذر چکا تھا؟۔

یہ روایت جھوٹی اور موضوع ہے

حقیقت حال یہ ہے کہ یہ روایت جھوٹی اور من گھڑت ہے اور کذاب راویوں نے ''محمد بن علیؒ'' کے نام سے گھڑی ہے، ملاحظہ فرمائیں اِس کے دو راویوں کا تعارف:۔

عَمرو بن شِمر الجُعفي الكوفي

اِن صاحب کا تعارف حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کچھ یوں کروایا ہے:۔

☆ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: یہ کچھ بھی نہیں۔

☆ امام جوزجانیؒ کہتے ہیں: یہ جھوٹا ہے۔

☆ امام ابن حِبانؒ کہتے ہیں: یہ رافضی ہے جو صحابہ کو گالیاں دیتا تھا اور ثقہ لوگوں کے نام سے موضوع حدیثیں بنایا کرتا تھا۔

☆ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: یہ منکر الحدیث ہے۔

☆ امام نسائیؒ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔

☆ خود امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔

☆ امام سلیمانیؒ کہتے ہیں: یہ رافضیوں کے لئے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔

☆ امام ابوحاتمؒ نے فرمایا: یہ منکر الحدیث، ضعیف اور متروک ہے۔

☆ امام ابوزرعہؒ کہتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔

☆ امام نسائی فرماتے ہیں: یہ ثقہ نہیں ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

☆ امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں: یہ بہت زیادہ ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔

☆ امام ساجیؒ کا کہنا ہے: یہ متروک الحدیث ہے۔

☆ امام ابواحمد حاکمؒ فرماتے ہیں: یہ جابر جعفی سے موضوع روایات بیان کیا کرتا تھا۔

☆ عقیلیؒ، ابن جارودؒ، دولابیؒ اور ابن شاہینؒ نے اسے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔

☆ امام ابونعیمؒ فرماتے ہیں: یہ جابر جعفی سے منکر اور موضوع حدیثیں بیان کیا کرتا تھا۔

(لسان المیزان ، جلد **6**، صفحات **210** و **211** ، مکتب المطبوعات الاسلامیہ)

☆ خود امام دار قطنیؒ نے اپنی کتاب "**الضعفاء والمتروکون**" (یعنی وہ راوی جو ضعیف اور متروک ہیں) میں عمرو بن شمر کوفی کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

(الضعفاء والمتروکون للدار قطنی ، صفحہ **308** ، مکتبة المعارف ، الریاض)

جابر بن یزید الجُعفي الکوفي

اس روایت کے ایک راوی یہ صاحب ہیں، اگرچہ بعض ائمہ سے ان کی توثیق منقول ہے لیکن اکثریت انہیں ثقہ نہیں سمجھتی، ملاحظہ فرمائیں:۔

☆ امام یحییٰ بن معینؒ نے کہا: جابر جھوٹا ہے۔

☆ امام لیث بن سلیمؒ کہتے ہیں: وہ جھوٹا ہے۔

☆ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں: میں نے جابر جعفی سے بڑا جھوٹا نہیں دیکھا۔

☆ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں: یحییٰ قطانؒ نے جابر کو ترک کر دیا تھا۔

☆ امام نسائیؒ کا قول ہے: وہ متروک ہے۔

☆ امام ابوداودؒ کہتے ہیں: میرے نزدیک وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

☆ امام ابن عیینہؒ کا کہنا ہے: میں نے جابر کو ترک کر دیا۔

☆ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: جابر (بارہویں امام) کی رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔

☆ امام جوزجانیؒ نے فرمایا: وہ کذاب (جھوٹا) ہے۔

☆ امام ابن حبانؒ کہتے ہیں: وہ سبائی تھا اور عبداللہ بن سبا کی پارٹی سے تھا۔

☆ امام عقیلیؒ زائدہؒ سے نقل کرتے ہیں: وہ رافضی تھا اور صحابہؓ کو گالیاں دیتا تھا۔

(میزان الاعتدال، جلد **1**، صفحات **351** تا **354**، دار الرسالة العالمية)

☆ امام ذہبیؒ لکھتے ہیں: جابر شیعہ کے بڑے علماء میں سے تھا، اگرچہ امام شعبہؒ نے اس کی توثیق کی ہے لیکن وہ توثیق شاذ ہے، حفاظ حدیث کے نزدیک یہ متروک راوی ہے۔

(الکاشف فی من له رواية فی الکتب الستة، جلد **1**، صفحه **288**، طبع سعوديه)

☆ ابوعوانہؒ کہتے ہیں: سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ نے مجھے جابر (جعفی) سے حدیث لینے سے منع کیا۔

☆ یحییٰ بن یعلیٰؒ نے کہا: اللہ کی قسم وہ جھوٹا تھا۔

☆ امام عقیلیؒ نے لکھا ہے: سعید بن جبیرؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

☆ امام ابن سعدؒ کہتے ہیں: وہ بہت زیادہ ضعیف تھا۔

☆ امام ساجیؒ نے فرمایا: سفیان بن عیینہؒ نے اسے جھوٹا کہا ہے۔

☆ میمونیؒ کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا: کیا جابر (جعفی) جھوٹ بولتا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم۔

(تهذيب التهذيب، جلد **1**، صفحات **283** تا **286**، مؤسسة الرسالة)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں: یہ ضعیف اور رافضی ہے۔

(تقریب التهذیب، صفحه 137، طبع دار الرشید ، حلب)

قارئین محترم! ہمارے خیال میں یہ روایت جس میں چاند اور سورج گرہن کو مہدی کی نشانی بتایا گیا ہے عمرو بن شمر نے گھڑی ہے اور ''محمد بن علی'' کے نام تھوپ دی ہے، اور تمام علماء حدیث کا اس پر اتفاق ہے کہ ''عمرو بن شمر'' کا کام ہی جھوٹی روایتیں بنانا تھا۔

چند مرزائی شبہات کا ازالہ

خود مرزا قادیانی نے بڑی صراحت کے ساتھ لکھا تھا کہ ''جو روایت امام بخاریؒ کی شرط کے مخالف ہو وہ قابل قبول نہیں'' (تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحات 119 و 120) اسی طرح مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا تھا کہ مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں سب مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں، پھر سنن ابن ماجہ اور سنن دارقطنی کی وہ روایات جو حقیقت میں ضعیف اور نا قابل قبول ہیں کس طرح ''صحیح ترین'' بن گئیں؟ بلکہ چاند اور سورج گرہن والی اس جھوٹی روایت کو نہایت بے شرمی کے ساتھ ''حدیث رسول'' لکھا گیا اور آج بھی لکھا جاتا ہے (قادیانی ویب سائٹ پر کسی ''مسعود ناصر'' نامی قادیانی کا ایک کتابچہ موجود ہے جس کا نام ہے ''خسوف وکسوف کا نشان'' اور اس میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ یہ بات نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے) دوسری طرف خود جماعت مرزائیہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ علم اصول حدیث کے مطابق یہ روایت جھوٹی اور نا قابل اعتبار ہے، لیکن پھر بھی اسے صحیح ثابت کرنے اور مرزا قادیانی کو مہدی بنانے کے لئے چند احمقانہ دلیلیں دیتی ہے، ہم مختصر طور پر ان شبہات کا جائزہ لیتے ہیں۔

اس روایت میں بیان کی گئی بات کا پورا ہو جانا ثابت کرتا ہے کہ یہ روایت سچی ہے

جواب: یہ مرزائی دعویٰ ہی غلط ہے کہ اس روایت میں بیان کی گئی بات پوری ہوئی، کیا مرزا قادیانی کا کوئی چیلا بتا سکتا ہے کہ اس روایت کے الفاظ کے مطابق رمضان کی پہلی رات کو چاند

گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن کب لگا؟ نیز یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ یہ آنحضرت ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ عمرو بن شمر جیسے رافضی اور جھوٹے راوی کی گھڑی ہوئی روایت ہے جو اُس نے ''محمد بن علی'' کی طرف منسوب کردی۔

رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہو ہی نہیں سکتا

جواب: اگر رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور نصف رمضان میں سورج گرہن نہیں ہوسکتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایت جھوٹی ہے کیونکہ اس میں تو یہی ذکر ہے کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور رمضان کے نصف میں سورج گرہن ہوگا، نیز اس روایت میں دو بار یہ بیان ہوا ہے کہ ایسا گرہن جب سے زمین وآسمان بنے ہیں کبھی نہیں لگا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس روایت میں ایسے گرہن کی بات ہورہی ہے جو خلاف عادت ہوگا، اور جیسا گرہن مرزا قادیانی کی زندگی میں لگا (یعنی رمضان کی تیرھویں رات کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن) ایسا گرہن تو مرزا سے پہلے بھی ہزاروں بار لگ چکا ہے اور جب تک زمین وآسمان ہیں لگتا رہے گا، بلکہ جیسا کہ بیان ہوا ''سوڈانی مہدی'' کی زندگی میں بھی لگ چکا ہے۔

مہینے کی پہلی رات کے چاند کو ''ہلال'' کہتے ہیں جبکہ روایت میں ''قمر'' کا لفظ ہے

مرزا قادیانی نے ایک مغالطہ یہ دیا ہے کہ اس روایت میں ہے کہ ''**ینکسف القمر لأول لیلة من رمضان**'' جس کا ترجمہ ہے کہ ''رمضان کی پہلی رات کو قمر یعنی چاند گرہن ہوگا''، یہاں مہینے کی سب سے پہلی رات مراد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ پہلی رات کے چاند کو عربی میں ''**ھلال**'' کہتے ہیں نہ کہ ''**قمر**'' لہذا اس کا مطلب یہی ہے کہ چاند گرہن والی تین راتوں یعنی 13، 14 اور 15 میں سے پہلی رات یعنی 13 رمضان کو چاند گرہن ہوگا، چنانچہ مرزا لکھتا ہے:۔

''مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو! حدیث میں چاند گرہن میں قمر کا لفظ آیا ہے،

پس اگر یہ مقصود ہوتا کہ پہلی رات میں چاند گرہن ہوگا تو حدیث میں قمر کا لفظ نہ آتا بلکہ ہلال کا لفظ آتا کیونکہ کوئی شخص اہل لغت اور اہل زبان میں سے پہلی رات کے چاند پر قمر کا اطلاق نہیں کرتا بلکہ وہ تین رات تک ہلال کے نام سے موسوم ہوتا ہے''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11، صفحہ 331)

ایک اور جگہ یوں لکھتا ہے:۔

''اے حضرات! خدا سے ڈرو جبکہ حدیث میں قمر کا لفظ موجود ہے اور بالاتفاق قمر اُس کو کہتے ہیں جو تین دن کے بعد یا سات دن کے بعد کا چاند ہوتا ہے''

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحات 138و139)

<u>جواب</u>: دراصل یہ مرزا قادیانی کی جہالت ہے کہ وہ دعویٰ کر رہا ہے کہ ''قمر کا اطلاق پہلی تاریخوں کے چاند پر نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق تین یا سات راتوں کے بعد والے چاند پر ہوتا ہے''، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مہینہ کی پہلی شب سے لے کر آخری شب کے چاند کو عربی میں قمر کہتے ہیں، صرف چاند کے مختلف اوقات مختلف حالتوں اور مختلف صفات کے لحاظ سے کبھی اسی قمر کو ہلال اور کبھی بدر کہا جاتا ہے، لیکن ہوتا وہ بھی قمر ہی ہے، آسان لفظوں میں ایسے سمجھیں کہ قمر کا اردو ترجمہ ہے ''چاند'' اور جس طرح اردو میں پہلی رات سے آخری رات تک کے چاند کو ''چاند'' ہی کہتے ہیں، اسی طرح عربی میں پورے مہینے کے چاند کا اصلی نام ''قمر'' ہی ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿والقمرَ قدّرناہ منازلَ حتّیٰ عادَ کالعُرجُونِ القدیم (یٰس: 39)﴾ اور چاند ہے کہ ہم نے اس کی منزلیں ناپ تول کر مقرر کر دی ہیں، یہاں تک کہ وہ جب (ان منزلوں کے دورے سے) لوٹ کر آتا ہے تو کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح (پتلا) ہو کر رہ جاتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے ﴿ھو الذي جعلَ الشَّمسَ ضِیاءً والقمرَ نُوراً وقَدّرہ مَنازِلَ لِتعلَمُوا عَدَدَ السِّنِینَ والحِسَاب (یونس: 5)﴾ اور اللہ وہی ہے جس نے سورج کو سراپا روشنی بنایا، اور چاند کو سراپا نور، اور اُس کے (سفر) کے لئے منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم

برسوں کی گنتی اور (مہینوں کا) حساب معلوم کرسکو۔

ان دونوں آیات میں پورے مہینے کے چاند پر قمر کا لفظ بولا گیا ہے خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا کسی دوسری تاریخ کا، یہی بات ائمہ لغت نے بھی لکھی ہے، چنانچہ لغت کی مشہور کتاب ''**تاج العروس من جواهر القاموس**'' میں لکھا ہے:۔

''**الهِلال بالكسر غُرّة القمر** '' ہلال کہتے ہیں قمر کی ابتدائی صورت کو، پھر آگے لکھا ہے ''**يُسمّىٰ القمر لِلَيلتين من أول الشهر هِلالاً**'' قمر کا نام مہینے کی پہلی دو راتوں تک ہلال رکھا گیا ہے۔

(تاج العروس، جلد **31**، صفحہ **144**، طبع کویت)

آپ نے دیکھا کہ صاف طور پر لکھا ہے کہ ہلال ''قمر'' کا ہی نام ہے، لیکن مرزا قادیانی اپنی اس جہالت کے باوجود ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والے محاورہ کے مطابق علماء کو ڈانٹ رہا ہے، اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ نادان اور عقل کا اندھا کون ہے؟، پھر اگر مرزا قادیانی کی یہ جاہلانہ منطق ایک منٹ کے لئے تسلیم بھی کرلی جائے کہ ''قمر'' کا اطلاق مہینے کی شروع کی تین راتوں یا سات راتوں کے بعد والے چاند پر ہوتا ہے تو پھر بھی اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ چاند گرہن رمضان کی تیرھویں رات کو ہوگا کیونکہ اس جھوٹی روایت میں الفاظ ہیں ''**ينخسف القمر لأول ليلة من رمضان** '' جس کا ترجمہ ہے کہ ''قمر رمضان کی پہلی رات میں گرہن ہوگا'' تو مرزا کی منطق کے مطابق بھی ''قمر'' کی پہلی رات چوتھی یا آٹھویں شب ہے تو کیا مرزا قادیانی کی زندگی میں رمضان کی چوتھی شب یا آٹھویں شب کو چاند گرہن ہوا؟، اور مرزا قادیانی نے ''**تنكسف الشمس في النصف منه** '' کے بارے میں نہیں بتایا کہ ''**شمس**'' یعنی سورج کا اطلاق بھی صرف قمری مہینہ کی **27**، **28** اور **29** تاریخ کے سورج پر ہی ہوتا ہے یا مہینہ کے نصف اور **14** یا **15** تاریخ کو نکلنے والے سورج کو بھی ''شمس'' ہی کہتے ہیں؟۔

اگر یہ روایت جھوٹی تھی تو امام دارقطنیؒ نے اپنی کتاب میں کیوں ذکر کی؟

مرزا قادیانی نے سنن دارقطنی کی اِس روایت کے راویوں پر جرح کا جواب دیتے ہوئے ایک جگہ یوں لکھا:۔

''اگر درحقیقت بعض راوی مرتبہ اعتبار سے گرے ہوئے تھے تو یہ اعتراض دارقطنی پر ہوگا کہ اُس نے ایسی حدیث کو لکھ کر مسلمانوں کو کیوں دھوکہ دیا؟ یعنی یہ حدیث اگر قابلِ اعتبار نہیں تھی تو دارقطنی نے اپنی صحیح میں کیوں اس کو درج کیا؟''۔

(تحفہ گولڑویہ، رخ 17، صفحہ 133)

جواب: محدثین کا کام روایات کو ان کی سندوں کے ساتھ جمع کرنا اور ذکر کرنا ہوتا ہے، اب یہ علماء اصول حدیث اور محققین کا کام ہے کہ وہ ہر روایت کے متن اور سند کی جانچ پرکھ کریں، محض کسی روایت کا کسی حدیث کی کتاب میں مذکور ہونا ہرگز اس روایت کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں اور نہ اصول حدیث کا ایسا کوئی قاعدہ ہے، پھر ہماری زیرِ بحث روایت (بفرض محال اگر صحیح بھی ہو) تو نہ کسی صحابی کا قول ہے اور نہ ہی آنحضرت ﷺ کا فرمان بلکہ سنن دارقطنیؒ میں بھی صرف کسی ''محمد بن علی'' نامی شخص کی طرف منسوب قول ہے جو حجت نہیں اور نہ ہی امام دارقطنیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، نیز اگر مرزا قادیانی کی اِس نرالی منطق کو تسلیم کرلیا جائے کہ چونکہ فلاں محدث نے اپنی کتاب میں فلاں روایت ذکر کی ہے لہٰذا یہ دلیل ہے کہ وہ روایت صحیح ہے تو پھر ہمارا سوال ہے کہ مرزا قادیانی نے اُن تمام روایات کو مجروح، مخدوش اور غیر صحیح کیوں کہا جن کے اندر آنے والے مہدی کی علامات اور صفات کا ذکر ہے وہ بھی تو کتب حدیث میں مذکور ہیں بلکہ اُن کتابوں میں ہیں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی نے ایک دھوکہ اور دیا ہے ''سنن دارقطنی'' کو ''صحیح دارقطنی'' کا نام دینے کی کوشش کی ہے، حالانکہ امام دارقطنیؒ نے ہرگز اپنی اِس کتاب کا نام ''صحیح'' نہیں رکھا۔

آخری بات

مرزا غلام احمد قادیانی نے قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قلقل (بجنور۔روہیل کھنڈ) کے نام ایک خط لکھا تھا، اس میں اس نے تحریر کیا کہ:۔

''اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر ایسا کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں''۔ (مکتوبات احمد، جلد 1، صفحہ 498 / الحکم، 24 جولائی 1906، صفحہ 9)

اور احادیث صحیحہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان جب تشریف لائیں گے تو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، وہ زمین میں حکومت بھی کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے پیچھے نماز بھی پڑھیں گے، مرزا قادیانی مرگیا لیکن زمین ظلم وستم سے بھری تھی اور آج تک ظلم وستم ہو رہا ہے، مرزا قادیانی کو اپنے گاؤں قادیان میں بھی کبھی حکومت نہیں نصیب ہوئی بلکہ وہ ساری زندگی انگریز کی غلامی میں رہا اور لوگوں کو بھی انگریز کی غلامی کی یوں تلقین کرتا رہا:۔

''میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اِس سلطنت (یعنی انگریزی حکومت۔ناقل) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ بیس برس تک یہی تعلم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا''۔

(تریاق القلوب، رخ 15، صفحات 155و156)

اور چونکہ وہ خود عیسیٰ بن مریم ہونے کا مدعی ہے لہذا اُس کے پیچھے عیسی علیہ السلام کے نماز پڑھنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، وہ تو ایسا مہدی تھا جس کی امامت دوسرے کرواتے تھے، کیا اب بھی مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟۔

روایاتِ مہدی پر پیش کیے گئے چند اعتراضات کے مختصر جوابات

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختلف لوگوں کی طرف سے عام طور پر اور جماعت قادیانیہ کی طرف سے خاص طور پر اُن روایات پر کیے گئے اعتراضات اور شکوک وشبہات کا مختصر جائزہ لے لیا جائے جن کے اندر ظہورِ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی خبر دی گئی ہے۔

اعتراض نمبر 1

چونکہ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے اپنی کتابوں (یعنی صحیح بخاری وصحیح مسلم) میں ایسی کوئی روایت ذکر نہیں کی جس میں ''مہدی'' کا ذکر ہو لہذا ثابت ہوا کہ یہ روایات ضعیف ہیں ورنہ یہ دونوں امام ضرور ان روایات کو ذکر کرتے۔

جواب

اوّلاً...... امام بخاریؒ وامام مسلمؒ کے کسی حدیث کو اپنی کتابوں میں ذکر نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ ان دونوں ائمہ نے کہیں بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا کہ ہم نے ساری صحیح احادیث اپنی کتابوں میں نقل کردی ہیں اور جو احادیث ہم نے ذکر نہیں کیں وہ صحیح نہیں ہیں، بلکہ اُن سے اس کے برعکس منقول ہے، امام ابوعَمر و عُثمان بن عبدالرحمٰنؒ جو کہ ابن الصلاح کے نام سے مشہور ہیں لکھتے ہیں:

''لَم یَستَوعِبا الصحیح فی صحیحهما ولا التزما ذلک، فقد رُوینا عن البخاري أنه قال: ما أدخلتُ فی کتابي الجامع الّا ما صَحَّ وترکتُ من الصِّحاح لحال الطول، ورُوینا عن مسلمٍ أنه قال: لیس کل شيء عندي صحیحٌ وضعته ههنا یعني فی کتابه الصحیح'' ایسی بات نہیں ہے کہ ان دونوں (بخاری ومسلم) نے تمام صحیح احادیث اپنی صحیحین میں لکھ دی ہیں اور نہ ہی ان دونوں نے ایسا کوئی التزام کیا ہے، ہمیں امام بخاریؒ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے خود فرمایا کہ ''میں نے اپنی کتاب میں صرف وہی چیز داخل کی ہے جو صحیح ہے، جبکہ میں نے بہت سی صحیح احادیث طوالت کے خوف سے ترک

کردی ہیں" (یعنی اپنی کتاب میں نقل نہیں کیں)، اسی طرح ہمیں امام مسلمؒ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے فرمایا "ایسی بات نہیں ہے کہ میں نے ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے اُسے اپنی کتاب میں رکھ دیا ہے"۔

(علوم الحديث (مقدمة ابن الصلاح) ، صفحه 19)

شارح صحیح بخاریؒ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

"ورَوىٰ الاِسماعِيليُ عنه قال : لم أُخرِج في هذا الكتابِ اِلّا صَحِيحاً، وَما تَركتُ من الصحيحِ أكثر، قال الاِسماعيلي: لأنه لو أخرج كل صحيح عنده لَجَمعَ في الباب الواحدِ حديث جماعة من الصحابةِ ولذَكرَ طريق كل واحدٍ منهم اذا صحت فيصير كتاباً كبيراً جداً" اسماعیلی نے امام بخاریؒ سے روایت کیا ہے کہ امام نے فرمایا "میں اِس کتاب (یعنی صحیح بخاری) میں وہی روایت ذکر کی ہے جو صحیح ہے، اور جو صحیح روایات میں نے ترک کردی ہیں (یعنی اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیں) وہ اس سے بھی زیادہ ہیں، اسماعیلی کہتے ہیں کہ اگر امام بخاریؒ وہ تمام روایات نقل کرتے جو اُن کے نزدیک صحیح ہیں تو آپ کو ہر ایک باب میں صحابہؓ کی ایک جماعت کی احادیث ان کی اسناد کے ساتھ ذکر کرنا پڑتیں اس طرح یہ ایک بہت بڑی کتاب بن جاتی۔

(هدي الساري مقدمة فتح الباري ، صفحه 7 ، المكتبة السلفية)

شارح صحیح مسلم، امام نوویؒ لکھتے ہیں:

"فاِنهُما لَم يَلتَزِما استيعاب الصحيح بَل صَحَّ عنهما تَصرِيحهما بأنهما لَم يَستَوعِباه وَاِنّما قَصَدَا جَمعَ جُملٍ من الصحيحِ كما يقصد المصنفُ في الفِقه جمع جُملةٍ من مسائله لا أنه يحصر جميع مسائله" ان دونوں (بخاری ومسلم) نے تمام صحیح احادیث کو (اپنی کتابوں میں) جمع کرنے کا التزام نہیں کیا، بلکہ ان دونوں نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ ایسی بات نہیں کہ انہوں نے تمام صحیح احادیث نقل کردی ہیں، بلکہ اُن کا قصد یہ تھا کہ صحیح (احادیث) میں کچھ جمع کردی جائیں، جیسے اگر فقہ کے مسائل کی کوئی کتاب لکھتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اُس کتاب میں فقہ کے تمام مسائل لکھے ہیں۔

(صحيح مسلم بشرح النووي، جلد 1، صفحه 24)

لہٰذا یہ کہنا کہ جو حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں نہیں وہ صحیح اور حجت نہیں ایک من گھڑت قانون ہے علم حدیث کی کسی کتاب میں صحیح حدیث کی تعریف میں یہ اصول نہیں لکھا، حقیقت یہ ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں ایسی صحیح احادیث کی بہت بڑی تعداد مروی ہے جو امام بخاری و مسلم نے اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیں، بلکہ محدثین نے تو خاص امامین بخاریؒ و مسلمؒ کی شرط کے مطابق ایسی احادیث جمع کر دی ہیں جو ان دونوں اماموں نے اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیں مثلاً امام حاکمؒ کی ''**المستدرک علی الصحیحین** ''ایسی ہی احادیث پر مشتمل ہے، علاوہ ازیں امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کا نام یہ رکھا ہے ''**الجامع الصحیح المسند المُختصر من أمور رسول الله صلی الله علیه وسلم وسُنَنِه وأیّامِه**'' اس نام کے اندر ''مختصر'' کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ امام بخاریؒ نے اختصار سے کام لیا ہے اور تمام صحیح احادیث کا احاطہ نہیں کیا (یہاں کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ''الجامع'' کے لفظ سے یہ مراد ہو سکتا ہے کہ اس میں تمام صحیح احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے، کیونکہ ''جامع'' احادیث کے اُس مجموعے یا کتاب کو کہا جاتا ہے جو ابواب کی صورت میں مرتب ہو اور اس میں آٹھ معروف ابواب عقائد، احکام، سِیَر، آداب، تفسیر، فِتن ، علامات قیامت، اور مناقب کی احادیث موجود ہوں)۔

ثانیاً ...... صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ایسی احادیث موجود ہیں جن کے اندر اشارتاً حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ذکر موجود ہے جیسا کہ ہم نے احادیثِ مہدی کے ضمن میں وہ روایات ذکر کی ہیں، مثال کے طور پر:

''عن أبي هریرةؓ قال : قال رسول الله ﷺ کیف أنتم إذا نزل ابنُ مریم فیکم وإمامُکم منکم ''

(متفق علیه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا حال (مارے خوشی کے۔ ناقل) کیا ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اُس وقت تمہارا امام تم ہی میں

سے ایک شخص ہوگا۔(اہل سنت کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مسلمانوں کے جس امام کا ذکر اس حدیث شریف میں ہے وہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان ہوں گے جیسا کہ صحیح مسلم کی اگلی حدیث میں بیان ہورہا ہے)۔

"عن جابر بن عبداللهؓ قال : سمت النبي ﷺ يقول : لاتزال طائفة من أمتي يُقاتلونَ على الحقِّ ظاهرين اِلى يوم القيامة ، قال : فينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم فيقول أميرهم : تعال صلِّ لنا ، فيقول : لا ، اِن بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الأمة "

(صحیح مسلم ، مسند احمد ، صحیح ابن حبان ، مسند ابی عوانه ، واللفظ لمسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک گروہ ایسا ہوگا جو قیامت تک حق کیلئے لڑتا رہے گا ، پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے ،تو اس (حق پرستوں) کے گروہ کا امیر عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا: آیئے ہماری امامت کروایئے ،عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں (تم ہی امامت کرواؤ) کیونکہ اللہ تعالی نے تم میں سے بعض کو بعض پر امیر بنایا ہے،اور یہ اللہ کی طرف سے امت محمدیہ ﷺ کیلئے خاص اعزاز ہے۔

حافظ ابن قیمؒ نے یہی الفاظ حضرت جابرؓ سے روایت کئے ہیں،لیکن ان کی روایت میں **''فيقول أميرهم''** کی جگہ **''فيقول اميرهم المهدي''** کے الفاظ ہیں یعنی اس جماعت کے امیر مہدی ہوں گے جو یہ فرمائیں گے (حافظ ابن قیمؒ نے اس کی سند کو''جید'' لکھا ہے)۔

(المنار المنيف فی الصحيح والضعيف ، ص **147-148**)

صحیح بخاری کی حدیث میں جو ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت مسلمانوں کا انہی میں سے ایک امام ہوگا ، اور صحیح مسلم کی حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کے بعد پہلی نماز مسلمانوں کے جس امام کی اقتداء میں ادا کرنے کا ذکر ہے علماء اسلام نے اُس سے مراد حضرت مہدی علیہ الرضوان ہی لیے ہیں ، نیز المنار المنیف میں تو صاف طور پر

حدیث کے اندر ''امامهم المهدی '' کے الفاظ ہیں، لہٰذا ''مہدی'' کے لفظ کے ساتھ نہ سہی لیکن صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ایسی احادیث موجود ہیں جن کے اندر اشارتاً آپ کا ذکر موجود ہے۔

ثــالثــاً ...... جہاں تک مرزا قادیانی کے اس اعتراض کا تعلق ہے تو عرض ہے کہ مرزا قادیانی کے اصول حدیث تو حسب ضرورت بدلتے رہتے ہیں، کہیں اُس نے صحیح مسلم کی ایسی حدیث کو جو اُس کے دعووں کو غلط ثابت کرتی تھی ضعیف ثابت کرنے کے لئے یہ جھوٹ بولا کہ ''اس حدیث کو امام بخاریؒ نے ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے'' (ازالہ اوہام، رخ **3** صفحات **209** تا **210**، جبکہ امام بخاریؒ نے کہیں نہیں فرمایا کہ میں نے اپنی کتاب میں یہ حدیث اس لئے ذکر نہیں کی کہ میرے نزدیک یہ ضعیف ہے)، الغرض مرزا قادیانی کی اس بات سے ایک قادیانی اصولِ حدیث یہ ثابت ہوا کہ جو حدیث امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں ذکر نہ کی ہو وہ اُس کے نزدیک ضعیف اور نا قابل قبول ہے، اسی طرح کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا ایک اور قادیانی اصول ملاحظہ ہو:۔

''خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں (یعنی جو مسلمان مرزا قادیانی کے دعووں کو غلط ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ناقل) تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حَکم ہو کر آیا ہے (یہ مرزا قادیانی اپنی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ناقل) اُس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر ردّ کر دے''۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 51 حاشیہ)

''خدا نے مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی''

(اربعین نمبر 4، رخ 17 صفحہ 454)

ان تحریروں سے مرزا قادیانی کا اصول یہ نکلا کہ جس حدیث کو مرزا قادیانی صحیح کہے وہ صحیح، اور جسے مرزا ضعیف کہے وہ ضعیف کیونکہ اُسے اُس کے خدا نے صحیح اور ضعیف حدیثوں کے بارے میں بتلا دیا ہے، لہٰذا جماعت قادیانیہ کا کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے پر مسلمانوں

کے اصول حدیث سے استدلال کرنا دراصل مرزا کے اصول سے انحراف ہے۔

اعتراض نمبر 2

ایسے علماء بھی ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ مہدی کے ذکر والی تمام روایات ضعیف ہیں، جیسے مشہور مؤرخ ابن خلدونؒ (م 808ھ)، مرزا قادیانی کے پیروکار بھی ابن خلدون کا حوالہ دیتے ہیں۔

جواب

اوّلاً......ابن خلدونؒ نے اپنی کتاب ''تاریخ ابن خلدون'' کے مقدمہ میں فصل نمبر 53 کے تحت اگرچہ بہت سی روایات کا ذکر کر کے اپنی رائے کے مطابق اُن پر جرح کی ہے لیکن اِن روایات پر بات کرنے سے پہلے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ تمام مسلمانوں کے درمیان ہر زمانے میں یہ بات مشہور چلی آرہی ہے، ان کے الفاظ کا اردو میں خلاصہ یہ ہے:

''جان لو کہ ہر زمانے میں تمام اہل اسلام کے اندر یہ بات مشہور چلی آرہی ہے کہ آخری زمانہ میں اہل بیت میں سے ایک نیک اور صالح آدمی کا ظہور ہوگا جو دین کی تائید کرے گا اور عدل وانصاف کا بول بالا کرے گا، مسلمان اُس کی تابعداری کریں گے اور وہ ممالک اسلامیہ پر حکومت کرے گا، اسی ہستی کو مہــــدی کہا جاتا ہے، نیز خروجِ دجّال اور اُس کے بعد والی علاماتِ قیامت اِس (مہدی) کے ظہور کے بعد وقوع پذیر ہوں گی، عیسیٰ علیہ السلام بھی اُن کے بعد نازل ہوں گے اور دجّال کو قتل کریں گے یا مہدی بھی دجّال کے قتل میں عیسیٰ علیہ السلام کی معاونت کریں گے، عیسیٰ علیہ السلام اُن (مہدی) کی اقتداء میں نماز بھی ادا کریں گے''......(پھر ذرا آگے لکھتے ہیں)......''ائمہء حدیث کی ایک جماعت نے مہدی کے بارے میں احادیث نقل کی ہیں، اُن میں امام ترمذیؒ، امام ابوداودؒ، امام بزّارؒ، امام ابن ماجہؒ، امام حاکمؒ، امام طبرانیؒ اور امام ابو یعلیٰ موصلیؒ قابل ذکر ہیں، اِن ائمہ نے مختلف صحابہؓ سے یہ احادیث سند کے ساتھ ذکر کی ہیں''۔

(مقدمہ تاریخ ابن خلدون، صفحہ 388، دار الفکر بیروت)

اس کے بعد ابن خلدونؒ نے متعدد روایات ذکر کی ہیں اور اپنی دانست میں اُن پر جرح کی ہے، لیکن آخر میں یہ بھی لکھا ہے:۔

''فھٰذہ جُملة الأحادیث التي خَرَّجھا الأئمة فی شأن المھدي وَخُروجه آخِر الزَّمانِ ، وَھِيَ کَمارَأیتَ لَم یَخلص منھا من النَّقدِ الّا القلیل والأقلّ منه'' پس یہ وہ تمام احادیث ہیں جو ائمہ (حدیث) نے مہدی اور اُس کے آخری زمانہ میں خروج کے بارے میں روایت کی ہیں، جیسا کہ تم نے دیکھا ان احادیث کی ایک بہت ہی قلیل تعداد ایسی ہے جو تنقید سے بچی ہوئی ہے۔

(مقدمه تاریخ ابن خلدون، صفحه **401** ، دار الفکر بیروت)

تو ابن خلدونؒ کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ وہ یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ اُن سے پہلے (یعنی آٹھویں صدی ہجری تک جو کہ ابن خلدون کا زمانہ ہے) ہر زمانے میں تمام مسلمانوں میں یہ بات مشہور چلی آ رہی ہے کہ آخری زمانہ میں اہل بیت میں سے ایک صالح آدمی کا ظہور ہونا ہے جو دنیا میں عدل وانصاف کا بول بالا کرے گا جسے مہدی کہا جاتا ہے، وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ کبار ائمہ حدیث نے اِس بارے میں احادیث اپنی کتب میں روایت کی ہیں، پھر وہ اپنی سوچ کے مطابق مختلف احادیث پر جرح کرنے کے بعد یہ بھی اعتراف کر رہے ہیں کہ چند ایسی احادیث موجود ہیں جو تنقید اور اعتراض سے بچی ہوئی ہیں، تو ہم کہتے ہیں کہ اگر صرف ایک ہی صحیح روایت ثابت ہو جائے اور امّت کی تلقّی بالقبول سے اُس کی تائید بھی ہوتی ہو تو اُس کو قبول کرنا ہر اُس شخص پر واجب ہے جو حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہے۔

پھر جماعت قادیانیہ سے ہم یہ کہتے ہیں کہ ابن خلدون نے اسی جگہ سُنن ابن ماجہ کی اُس روایت کے بارے میں بھی کچھ لکھا ہے جس روایت کو مرزا قادیانی نے ''بہت صحیح'' لکھا ہے، ہماری مراد وہ روایت ہے جو ہر قادیانی کی زبان پر ہوتی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں **''لا مھدي الا عیسی بن مریم''** کہ مہدی اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی شخصیت ہیں، مؤرخ ابن خلدون نے

اس روایت کے بارے میں لکھا ہے **''فالحديث ضعيف مُضطرب''** کہ یہ حدیث ضعیف اور مضطرب ہے (مقدمہ ابن خلدون، صفحہ 402)، لہٰذا جماعت قادیانیہ کے نزدیک اگر مؤرخ ابن خلدون کی بات احادیث کی صحت اور ضعف کے بارے میں حجت ہے تو انہیں چاہیے کہ **لا مهدي الا عيسىٰ** والی روایت کے بارے میں بھی لوگوں کو بتائیں کہ ابن خلدون نے اسے بھی ضعیف لکھا ہے (اِس روایت پر مفصل بحث ہم پہلے کر چکے ہیں)۔

ثانیاً......ابن خلدونؒ ایک مؤرخ ہیں، ان کا میدان تاریخ ہے نہ کہ حدیث اور علم جرح وتعدیل، لہٰذا احادیث کی صحت اور ضعف کے بارے میں ائمہ فنِ حدیث واسماء الرجال کے مقابلے میں ابن خلدون کی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اور ائمہ حدیث نے اُن احادیث کی ایک بڑی تعداد کو صحیح اور حسن کہا ہے جو مہدی سے متعلق ہیں، نیز بہت سے علماء نے ابن خلدون کی رائے پر شدید تنقید کی ہے، مثلاً مشہور محقق اور محدث علامہ محمد شمس الحق عظیم آبادیؒ (م 1329ھ) سُنَنِ ابی داود کی شرح میں احادیث مہدی پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''واِسناد أحاديث هؤلاء بين صحيحٍ وحسنٍ وضعيفٍ، وقد بالغ الاِمام المُؤرِّخُ عبدالرحمٰن بن خلدون المغربي فی تاریخه في تضعيف أحاديث المهدي كلها فلم يُصب بل أخطأ'' جہاں تک ان احادیث کی سندوں کی بات ہے تو اس میں صحیح بھی ہیں، حسن درجہ کی بھی ہیں اور ضعیف بھی ہیں، مؤرخ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں جو تمام احادیث مہدی کی تضعیف کی ہے اس میں انہوں نے مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے اور ان کی بات درست نہیں بلکہ انہیں غلطی لگی ہے۔

(عون المعبود علىٰ سُننِ ابي داود، صفحه 1832، الأفكار الدولية، الرياض)

مسند احمد کے محقق علامہ احمد محمد شاکرؒ (م 1377ھ) نے مؤرخ ابن خلدونؒ پر بڑے شدید الفاظ میں تنقید کی ہے، ان کے چند الفاظ نقل کیے جاتے ہیں:

''أمّا ابن خلدون فقد قَفَا مَا ليس به عِلم، واقتحم قُحماً لم يكن من

رِجالها“......الی ان قال......”فَعَقَد في مقدمته المشهورة فصلاً طَوِيلاً جَعَل عُنوانَه : فصلٌ في أمر الفاطمي ومايذهب اليه الناسُ فی شأنه وكشف الغطاءِ عَن ذٰلِک، تهافتَ في هذا الفصلِ تهافتاً عجيباً وغَلَطَ فيه أغلاطاً واضِحةً“......(وقال)...... ”هذا الفصل من مقدمة ابن خلدون مملوء بالأغلاط الكثيرة فی أسماء الرجال ونقل العِلل، فلا يعتمدنَّ احدٌ عليها فی النقل“ ابن خلدون ایک ایسی چیز کے پیچھے چلے ہیں جس کا انہیں علم نہیں، ایک ایسی گھاٹی (یا مشکل راستے) میں داخل ہوئے ہیں جس کے وہ آدمی نہیں ...... (آگے لکھتے ہیں)......انہوں نے اپنی مشہور کتاب مقدمہ ابن خلدون میں ایک طویل فصل لکھی ہے جس کا عنوان ہے ”یہ فصل ہے فاطمی (یعنی مہدی فاطمی۔ناقل) کے بارے میں اور اِس کے بارے میں جو لوگوں کا مذہب ہے اور اس معاملے سے پردہ اٹھانا“ انہوں نے اس فصل میں عجیب قسم کی کمزور باتیں لکھی ہیں اور واضح غلطیاں کی ہیں......پھر آگے لکھا......مقدمہ ابن خلدون کی یہ فصل (جس میں انہوں نے رواياتِ مہدی پر بات کی ہے۔ناقل) اسماء الرجال اور عِلل کی بہت سی غلطیوں سے بھری ہوئی ہے لہٰذا اس پر ہرگز اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

(مسند احمد بتحقيق احمد محمد شاكر، جلد5، صفحه197-198 ، مصر)

دورِ حاضر کے محدث اور محقق علامہ ناصر الدین البانیؒ (م1420ھ) لکھتے ہیں:

”وَقَد اخطأَ ابن خلدون خطأً واضِحاً حيثُ ضعَّف احاديث المهدي جُلّها، ولا غَرابةَ في ذلک ، فاِن الحديث ليسَ مِن صناعته، والحقُّ أن الأحاديث الواردة في المهدي فيها الصحيحُ والحسَنُ وفيها الضَّعيفُ والمَوضُوعُ ، وتميز ذلک ليس سَهلاً اِلّا علیٰ المتضلع في علم السنة ومُصطلح الحديث، فلا تعبأ بكلامِ من يتكلَّمُ فيما لا علم له به“ ابن خلدون سے واضح غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے اکثر احادیث مہدی کو ضعیف بتلایا ہے، یہ کوئی قابلِ تعجب بات

بھی نہیں کیونکہ ابن خلدون کا میدان علمِ حدیث نہیں، حق بات یہ ہے کہ مہدی کے بارے میں وارد شدہ احادیث میں صحیح بھی ہیں، حسن بھی ہیں، ان میں ضعیف اور موضوع بھی ہیں، ان روایات میں تمیز اور فرق کرنا آسان کام نہیں یہ وہی کرسکتا ہے جو علم السنۃ اور علم مصطلحات حدیث کا ماہر ہو، لہٰذا ایسے آدمی کی بات کی کوئی حیثیت نہیں جو ایسی چیز میں کلام کرے جس کا اسے علم نہیں۔

(تخریج أحادیث فضائل الشام، صفحه **45**، مکتبة المعارف ، الریاض)

ثالثاً......علامہ ابن خلدونؒ کی ولادت سنہ **732**ھ اور وفات **808**ھ میں ہوئی، تقریباً اسی زمانے میں امام ذہبیؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، حافظ ابن القیمؒ اور حافظ ابن کثیرؒ جیسے علماء حدیث بھی گذرے ہیں، اور اِن سب نے ایسی روایات کی صحت کو تسلیم کیا ہے جو ظہورِ مہدی سے متعلق ہیں، امام ذہبیؒ نے "تلخیص المستدرك" میں مہدی کے بارے میں وارد شدہ متعدد احادیث کو صحیح بتایا ہے، حافظ ابن القیمؒ کی "المنار المنیف" اور حافظ ابن کثیرؒ کی "النهایة فی الفتن والملاحم" کے حوالے پہلے گذر چکے، اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی "فتح الباری" میں اِن احادیث کی صحت کے بارے میں مختلف علماء کے اقوال نقل کیے ہیں اور اُن پر سکوت فرمایا ہے، مثال کے طور پر امام آبریؒ کی احادیثِ مہدی کے متواتر ہونے کی بات حافظ ابن حجرؒ نے بھی نقل کی ہے اور اِس پر کوئی تنقید نہیں فرمائی۔

الغرض! علامہ ابن خلدونؒ مؤرخ ضرور ہیں لیکن جرح وتعدیل اور علم حدیث کے امام نہیں لہٰذا احادیث کی صحت یا ضعف کے بارے میں اُن کی بات قابل اعتماد نہیں، اس کے لئے ہمیں اِس فن کے ائمہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

اعتراض نمبر 3

روایاتِ مہدی کے اندر شدید تضاد ہے، لہذا یہ روایات قابل قبول نہیں، مرزا قادیانی نے بھی یہ شوشہ چھوڑا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ "**فالحاصل أن هذه الأحادیث کُلّها لا تخلو عن المعارضات والتناقضات، فاعتزل کلها، ورُدّ التنازعات الحدیثیة الی**

القرآن واجعله حکماً علیها لتبیّن لک الرشد وتکون من المسترشدین......"

ترجمہ: پس حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ یہ تمام احادیث تعارض وتناقض سے خالی نہیں ہیں اس لئے اِن سب احادیث کو چھوڑ دو اور حدیثی تنازعات کو قرآن پر پیش کرو اور اُسے احادیث پر حَکَم بناؤ تا کہ تم رُشد وہدایت پانے والے ہو جاؤ۔

(حمامۃ البشریٰ، رخ 7، صفحات 314 تا 315)

جواب

اولاً...... مرزا قادیانی اور اسے مہدی ماننے والوں کو تو ہمارا جواب یہ ہے کہ پھر مرزا قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کس بناء پر کیا؟ اُسے کہاں سے پتہ چلا کہ کسی مہدی نے بھی آنا تھا؟۔

ثانیاً...... جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا، اُن احادیث میں جن کے اندر ''المہدی'' کے ظہور کا ذکر ہے صحیح روایات بھی ہیں، حسن بھی ہیں اور ضعیف بھی ہیں، ہمیں ضعیف اور موضوع روایات لینے کی کوئی ضرورت نہیں اور اِس بارے میں جو روایات صحیح ہیں اُن کے اندر ایسا کوئی تعارض نہیں جس کی بناء پر اُن روایات کو ترک کرنا پڑے، مثال کے طور پر صحیح روایات میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان ہاشمی وفاطمی ہوں گے، اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ زمین پر حکومت بھی کریں گے، اِس بات میں بھی کوئی تضاد نہیں کہ وہ زمین پر عدل وانصاف قائم فرمائیں گے، اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول انہی کے زمانہ میں ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد سب سے پہلی نماز آپ ہی کہ اقتداء میں ادا فرمائیں گے (جیسا کہ صحیح مسلم اور المنار المنیف کے حوالے سے بیان ہوا)۔

الغرض! اگر کوئی ضعیف یا موضوع روایت کسی صحیح یا حسن درجے کی روایت سے ٹکرائے تو اصول یہ نہیں کہ دونوں روایتوں کو چھوڑ دیا جائے بلکہ ضعیف روایت کو چھوڑ دیا جائے گا اور صحیح کو نہیں چھوڑا جائے گا، لہٰذا مرزا قادیانی کا روایات کے تعارض اور اختلاف کا بہانہ بنا کر دامن چھڑانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ کہیں اُس سے یہ نہ پوچھا جائے کہ نہ تم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ

کی اولاد سے، نہ تمہیں ایک منٹ کے لئے بھی کہیں حکومت ملی، نہ تمہاری یہ اوقات کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تمہاری امامت میں نماز ادا فرمائیں تو پھر تم مہدی کیسے ہوئے؟ تو مرزا نے اس سوال سے جان چھڑانے کے لئے ایک طرف حضرت مہدی کے بارے میں صحیح روایات کو ناقابل اعتبار ثابت کرنے پر اپنا سارا زور صرف کیا تو دوسری طرف چند ضعیف اور جھوٹی روایات کو صحیح بلکہ ''صحیح ترین'' ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا بلکہ دوسرے لوگوں کی طرف منسوب اقوال کو نبی کریم ﷺ کا فرمان بتا کر دھوکہ دیا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

☆☆☆☆

خاتمہ

قارئین محترم! اس مختصر سے رسالہ کا مقصد جہاں یہ ثابت کرنا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا یہ تقاضا کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے ماضی یا مستقبل میں ہونے واقعات وحوادث کے بارے جو خبریں دی ہیں اور جو آپ ﷺ سے صحیح اور مستند طریقے سے ثابت ہیں اُن واقعات کے بارے میں اپنی عقل اور سمجھ کے گھوڑے دوڑانے کے بجائے آپ ﷺ کی بات کو قبول کیا جائے، بالکل اسی طرح جیسے ہم جنت وجہنم اور آخرت کے حالات کو صرف اس وجہ سے قبول کرتے ہیں کہ یہ باتیں ہمیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے بتائی ہیں ورنہ کافر تو اپنی عقل سے یہی کہا کرتے تھے کہ ''یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بار مرنے کے بعد دوبارہ کوئی زندہ ہوسکتا ہے'' اُن کی گمراہی کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے وحی کے مقابلے میں عقل کی مانی۔

اسی طرح ہماری غرض یہ تھی کہ عوام الناس کے ذہنوں میں مرزا قادیانی اور اس کے جماعت کی طرف سے پیدا کیے جانے والے شکوک وشبہات اور مغالطّوں کا کافی وشافی جواب دے دیا جائے، نیز مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت اور اُس کی طرف سے پیش کردہ دلائل کا جائزہ لیا جائے، اس کے ساتھ اِس شبہ کا ازالہ بھی مقصود تھا جو بہت سے لوگوں کے ذہن میں پایا جاتا ہے کہ اہل سنت والجماعت کی کتب حدیث میں جن حضرت ''مہدی'' علیہ الرضوان کے ظہور کی خبر دی گئی ہے یہ وہی ہستی ہیں جو شیعہ اثناعشریہ کے بارہویں امام ہیں، جو کہ ایک غلط تصور ہے، شیعہ اثناعشریہ کے بارہویں امام کی شخصیت کا اُن حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں جن کی خبر اہل سنت کی کتبِ احادیث کے مطابق نبی کریم ﷺ نے دی ہے۔

جو حضرات اِس موضوع پر مزید تحقیق کے خواہش مند ہیں اُن کے لئے ہم چند کتابوں کے نام لکھ دیتے ہیں جن کا مطالعہ از حد مفید ثابت ہوگا، یہ کتب انٹرنیٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہیں:۔

نمبر	کتاب کا نام	مصنف کا نام
1	المهدي المنتظر فی ضوء الاحاديث والآثار الصحيحة	ڈاکٹر عبدالعليم بستوي
2	الموسوعة فی احاديث المهدي الضعيفة والموضوعة	ڈاکٹر عبدالعلم بستوي
3	الخليفة المهدي فی الأحاديث الصحيحة	مولانا حسين احمد مدنی
4	المهدي	محمد اسماعل المقدّم
5	الردّ علی من كذّب بالأحاديث الصحيحة الواردة فی المهدی	عبدالمحسن العبّاد
6	عقيدة أهل السنة والأثر فی المهدی المنتظر	عبدالمحسن العبّاد
7	الاِذاعة لما كان وما يكونُ بين يدي الساعة	نواب صديق حسن خان
8	الاِشاعة لأشراط الساعة	مُحمد الحسينی البرزنجي
9	اسلام میں امام مہدی کا تصور	مولانا محمد یوسف خان
10	المهدي والمسيح کے بارے میں پانچ سوالوں کا جواب	مولانا محمد یوسف لدھیانوی

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

☆☆☆☆